

سَبَّحَ عَالِ الْمَاجِلِ وَيَحْرَمُ

سِينَ الْأَرِزَاقِ وَالْأَمْوَالِ



CHENNAI 1960

طُبِعَ فِي الْمَطْبَعِ مُفِيدٍ

فِي بَلَدَةِ أَكْرَهَ فِي سَنَةِ

الْحَمْدِ



بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي أَمْرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَهُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَكْلِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَوةِ وَالسَّالَةِ  
 عَلَى مَنْ فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَى جَمِيعِ الْكَائِنَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أُولَى الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَاتِ  
 ابوابی اس رسالہ مختصرہ میں بیان کرتا اموال و مرکاسب مطاعم و مشارب حلال و حرام کا مقصود  
 اسلئے کہ کسی بشر کو رزق سے چارہ نہیں ہے ہر انسان واسطے بقا حیات کے تحصیل مال میں سعی و تہا  
 ناچار معلوم کرنا حلال و حرام مال و رزق کا ہر بشر موسن پر فرض ہے تاکہ مال حلال پیدا کر کے اپنی  
 زندگی بسر کرے اور رزق حرام سے بچے عار و نارسے محفوظ رہے یہ رسالہ ایک مقدمہ اور جہیز باب  
 و سبک نامہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سبک نہ فرمایا ہے اے لوگو اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہیں کرتا نا طیب اور بیشک اللہ تعالیٰ  
 کیا ہے سو منون کو اوسنی کام کا جس کا حکم رسولوں کو کیا ہے فرمایا اے اللہ رسول کلو امن اللہ  
 و اعملوا صالحا اور فرمایا اے اللہ ایمان آمنوا کلو امن طیبات و اعملوا صالحا کہ ہر حضرت نے  
 فکر کیا ایک شخص کا جو لباس سفر کرتا ہے پریشان صورت غبار آلودہ ہے نہ رہنا ہے و نہ نون ہا

اپنے طرف آسمان کے کتنا ہے اسی رب اسی رب حالانکہ طعم اوسکا حرام ہے اور مشرب اوسکا حرام ہے اور ملبس اوسکا حرام ہے اور غذا دیا گیا ہے وہ حرام ہے اب کس طرح اوسکی دعا قبول ہو اگرچہ مسلم والترمذی لفظ حدیث کا اشعث اغبر ہے دسج نے کہا اشعث وہ ہے جو عبید العبد جو من غسل و طافت سے اسی طرح اغبر انتہی سفر میں آدمی سے انتظام نہانے دہونے سر و بدن صاف کرنے نہیں ہوتا ہے گرد آلودہ پریشان صورت رہتا ہے طلب رزق میں دور دور تک مارا پھرتا ہے اللہ پاک سے دعا کرتا ہے وسعت رزق چاہتا ہے لکن دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ کما ناپیا پنا سب تو مال حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہیں کرتا اسلئے وہ دعا نامقبول رہتی ہے معلوم ہوا کہ قبول دعا کے لئے علت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہ اتفاقی ہے ورنہ جسکی غذا حضرت بنی رزق حرام سے ہے اوسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادت پر اسلئے کہ دعا عبادت بلکہ متع عبادت ہے سو جب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹھیرا تو اب لائق مغفرت و جنت کے نہوگا بلکہ مستحق نارا کا ہوگا اس حدیث میں حق و تحریر فرمائی ہے کسب رزق حلال پر تحذیر کی ہے کسب مال حرام سے خوراک نصاریہ کہتے ہیں حضرت فرماتے تھے کچھ لوگ تخومن کرتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اخرجہ البخاری والترمذی دسج نے کہا مرد تخومن سے یہ ہے کہ ہر طرح پر اٹھو تنگ مال کا بغیر حق کرے جس طرح کوئی آدمی پانی میں دائیں بائیں اپنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے انتہی یعنی اسی طرح یہ شخص بھی ہر طرف سے مال لیتا ہے کچھ پروا حلال حرام کی نہیں کرتا ہے حق ناحق کو نہیں پہچانتا ہے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پروا نہ کرے گا آدمی کہ کمال سے یا حرام سے سراوا البخاری والترمذی زین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پورا سو وقت اونکی دعا قبول نہو وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عمر و از سے اہل زمان نے تیز سے حلال و حرام رزق کے آنکھ بند کر لی ہے کانون میں تیل ڈال کر بیٹھ رہے ہیں مطلب حصول مال سے رکھا ہے نہ حرام و حلال سے عبد اللہ بن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں نہیں نہیں کما تا کوئی بندہ مال حرام پر صدقہ دیتا ہے اوسمیں سے

اور وہ قبول ہوا اس سے اور نہیں نفقہ کرتا ہے اس مال حرام سے پہر برکت و بجا و اوسمین اور  
 نہیں چوڑھیا ہر اوسکو بعد اپنے مگر ہوتا ہے وہ زاد راہ اور سکا طرف آگ کے التذبرائی کو برائی سے  
 نہیں مٹاتا ہے لکن برائی کو بہلائی سے مٹاتا ہے ناپاک کیا ناپاک کو محو کر لگا سواہ احمد و کذا فی  
 شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے نہ سبب مغفرت پرورد  
 کا صدقہ دینے سے آدمی آگ دوزخ سے بچتا تھا اسی لئے حدیث میں آیا ہے اتقوا النار ولو بشق  
 تمرة اور صدقہ اللہ کے غضب کا بھانپو لا ہوا تھا کما قال صلوات اللہ علیہ تطفی غضب الرب  
 لکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو پہر صدقہ دینے والے کو سیر جہنم کی کرتا ہے اللہ  
 اوسپر غصہ آتا ہے اوسنے تو یہ صدقہ اسلئے دیا تھا کہ کفارہ اوسکی سنیات کا ہو گا لکن وہ صدقہ سبب  
 اوسکے دخول نار کا ہو گیا جس طرح کوئی شخص مثلاً رشوت کا مال جمع کرے پہر اوس مال کو کسی  
 خیرین صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب بلا ہو جاوے گی نہ ادا فقنا ابوہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں  
 جسے جمع کیا مال حرام پہر صدقہ دیا تو نہیں ہے واسطے اوسکے کچھ اجر بلکہ اوسپر اوسکا اجر ہے  
 رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما کوسراہ ابو داؤد فی المراسیل عن القاسم  
 بن مخیرقہ لفظ ابو داؤد کا یہ ہے جسے کہا یا مال گناہ سے پہر صلہ رحم کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا میں  
 خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کر کے جہنم میں پسیدہ یا جاوے گا مراد اس سے جانا صاحب مال حرام کا  
 دوزخ میں جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل ہو گا جنت میں وہ گوشت جو آگاہ سحت یعنی مل حرام سے  
 ہر گوشت جو آگاہ سحت سے نار لائق تر ہے ساتھ اوسکے سواہ احمد والداہری والبیہقی شعیب  
 اکیمان معلوم ہوا کہ حرام غوار دوزخ میں جائیگا ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پوچھا تم کون چیز لوگوں کو اکثر داخل نار کرتی ہے فرمایا فہر دوزخ سراہ الترمذی یعنی مال حرام  
 کما ناہوا مکاری کرنا عظیم بعدی مرفوعاً کہتے ہیں بندہ درجہ متقین کو نہیں پہنچتا ہے یہاں تک کہ  
 چوڑھے وہ چیز جمین کچھ دوزخ میں ہے واسطے ہر کے اوس چیز سے جمین کڈ ہے سواہ الترمذی  
 وابن ماجہ یعنی واسطے حصول مرتبہ تقوی کے یہ بھی ضرور ہے کہ مباحات سے بچے کچھ نری حرام



چیز سے ہی بچا کسی کو متقی نہیں بنا دیتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں اُصل منو کا جنت میں  
 وہ جسے جو غذا دیا گیا ہے حرام سے سداۃ البیہقی فی شعب الایمان ابن عمر کا لفظ یہ ہے جسے  
 خرید کیا کوئی کپڑا دس درہم کو اور اوسمیں ایک درہم حرام ہے قبول نہیں کرتا اللہ نماز و سبک  
 کہ وہ کپڑا اوسکے بدن پر ہے پھر داخل کین ابن عمر نے دونوں اور نگلیاں اپنے دونوں کانوں میں  
 اوکھا ہنرے ہو جائیں یہ کان اگر انہوں نے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نہ سنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے سداۃ الاحمد و البیہقی فی شعب الایمان وقال اسناد  
 ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگر چہ قلیل ہو کسی مال پاک میں اگرچہ کثیر ہو مل جاتا ہے تو اس  
 سارے مال کو ناپاک کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو  
 یہ سود اس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذرا سے اختلال سے حرام ٹھہر جاتا  
 یا مشتبہ ہو جاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب  
 حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوس کا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو پھر سارا  
 مال حرام نہیں ہوتا اسکی تنقیح باب ششم رسالہ نہدین آئیگی **ف** اسلئے طلب حلال میں کیسے  
 شدید آئی ہے حدیث عبداللہ میں فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فرض ہے بعد فرض کے سداۃ  
 البیہقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتا ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا  
 سچے یا جسکے سر پر موت اہل و عیال کی بڑی ہے ہر شخص مخاطب ساتھ اس فرضیت کے نہیں ہے  
 کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب کافقہ دوسروں کے ذمہ ہوتا ہے تو فرض نہیں ہوتا بعد  
 فرض کے یہ ہے کہ پہلا فرض نماز روزہ حج وغیرہ ہوتا ہو سکے بعد کماتا رزق حلال کا اسلئے فرض نہیں  
 کہ کسب حلال اصل و روح و اساس تقویٰ ہے النبی کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب  
 ہے ہر مسلمان پر سداۃ الطبرانی فی الاوسط ابوسعید خدری کا لفظ مرفوعاً یوں ہے جسے کہایا  
 پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور اس میں رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شہور و فواحش  
 سے وہ داخل ہوگا جنت میں سداۃ الترمذی ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں حضرت نے کہا چار چیزیں

ہیں جب تجہ بین ہو لگی تو نہیں کچھ ڈرتجہ جو فوت ہوا دنیا سے حفظ امانت صدق حدیث حسن خلق  
 عفت طعمر والا احمد ابو سعید نے مرفوعاً کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حلال پر کمایا اپنی جان  
 کو اور پہنایا ثواب جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوٰۃ ہے سوا ابن حبان فی صحیحہ الشیخ  
 نے کہا حضرت نے ایک دانہ کھجور کا راہ میں پڑا یا فرمایا اگر یہ ڈر نہو تاکہ میں صدقہ کا ہو تو میں اوسکو  
 کما تا سواہ البخاری و مسلم مراد حلال سے یہ ہے کہ حرام یقین نہو تاکہ شامل مشتبہ سے حدیث  
 میں جو حکم نذرہ کا مشتبہ سے آیا ہے بطور احتیاط کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاة لکن جو شخص  
 مشبہات سے نہیں بچتا ہے وہ متقی نہیں ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر وقوع کا حرام میں ہر دم لگا  
 ہوا ہے حدیث لغمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال کھلا ہوا  
 ہے حرام کھلا ہوا ہے ان دونوں کے بیچ میں مشبہات ہیں جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے سو جو  
 کوئی بچا مشبہات سے اوسنے پاک صاف کیا اپنے دین و اکبر کو اور جو کوئی گر پڑا مشبہات میں وہ گھٹ پڑا  
 حرام میں جیسے چرنے والا گرد چراگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چراگاہ میں سن رکھو ہر بادشاہ کا  
 ایک چراگاہ ہوتا ہے اللہ کا چراگاہ اوسکے محارم میں جہد میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ حرام  
 ہوا تو سارا جہد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جہد بگڑ جاتا ہے وہ پارہ گوشت دل  
 متفق علیہ و بیع نے کہا ہے اخرجہ الخمسة اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے ہم نے کتاب  
 دلیل الطالب میں لکھی ہے یہ حدیث جو اسع الکلم سے ہے دار مدار بہت سے احکام حلال و حرام  
 اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے  
 حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب  
 میں حرام فرمایا ہے اور جس شے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم غواہی نہ خواہی اوسکا  
 سوال نہ کرو اخرجہ سرائین حدیث طویل ابن مسعود میں مرفوعاً آیا ہے تم شر ماؤ خدا سے حق  
 شرمانے کا پھر فرمایا یہ شر مانا یوں ہوتا ہے کہ تحفظ البطن و ما حوی یعنی پیٹ کو رزق حرام  
 سے محفوظ رکھے سواہ الترمذی معاذ کا لفظ مرفوعاً یوں ہے جنبش فکر نیلے قدم بندے کے

دن قیامت کو یہاں تک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزوں سے بچنا اور انکے ایک یہ فرمایا وعن مالک  
 من این التمسبه و فیه انفقہ سواۃ البیہقی وغیرہ یعنی تو نے مال کمانے لکھایا اور کس  
 جگہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہیں حضرتؓ نے مجھے فرمایا اسے کعب افضل نہیں ہوتا ہے جنت  
 میں وہ گوشت و خون جو اگاہے سخت پر یعنی مال حرام سے ناراضی تر ہے ساتھ اس کے اسی کعب  
 لوگ دو طرح صبر کر تے ہیں ایک اپنی جان کو بچھڑا لیتا ہے دوسرا اسکو ہلاک کر دیتا ہے سوا  
 الترمذی یعنی اگر صبر کو اوٹھکر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کما یا تو ہلاک  
 ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کر لی  
 کہ چھوڑ دے تو اس شے کو جو شک میں ڈالے تھکاوڑ لے تو وہ شے جو شک میں ڈالے تھکاوڑ  
 سواۃ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی حلت و حرمت میں شک پڑے  
 اسکو ترک کر دے معلوم ہو کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضرور ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں افضل  
 ورع ہے یعنی پرہیزگارانہ میں سواۃ الطبرانی فی معاجمہ الثلاثہ حذفہ کاللفظ مرفوع ہے  
 بہترین شمار اور ورع ہے یعنی پرہیزگار سی کرنا سواۃ الطبرانی فی الاوسط ❖

## باب اول

اس بیان میں کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھ لے لکھایا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہی  
 نہ حرص مال پر مقدم بن معدیکرب مرفوعا کہتے ہیں نہیں کما یا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر  
 اس سے کہ اپنے ہاتھ کے عمل سے کماوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کام سے  
 کھاتے تھے سواۃ النجاشی حضرت داؤد علیہ السلام زہرہ بناتے تھے اسکا ذکر قرآن شریف  
 میں بھی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ تھے حرفہ میں  
 اگر عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیوں کو اس سے بچاتا فوج علیہ السلام بخار تھے ابراہیم علیہ السلام  
 بناتے تھے اسمعیل علیہ السلام صیادتے تھے ہمارے حضرتؓ نے شبابی گوشت کی تھی صحابہ اکثر

تجارت و مزارع تھے ابن عمر کہتے ہیں حضرت سے پوچھا کون سا کسب افضل ہے فرمایا کام کرنا آدمی کا اپنے ہاتھ سے اور ہر بیع مبرور سواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر یعنی ہاتھ سے مزدوری کر کے کھانا افضل کسب ہے کعب بن عجرہ کہتے ہیں ایک آدمی کا گزر حضرت پر ہوا صحاب نے اسکی مضبوطی و نشاط و دیکھ کر کہا اسی رسول خدا اگر یہ حال اسکا راہ خدا میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا اگر یہ اسلئے باہر نکلا ہے کہ اپنی جان پر سعی کر کے اسکو عقیف بنائے تو یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ اپنی اولاد و منار پر سعی کرے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ بوڑھے ماں باپ کے لئے سعی کرے کما لئے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ ریا و فخرت میں سعی کرے تو یہ راہ شیطان میں ہے سواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب کرنا مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر جلیل کا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ مال کا واسطے ریا و فخر کے گناہ ہے بعض لوگ جبکہ پاس مال بقدر کفایت بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے تو کئی چاکری کرتے پرتے ہیں دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام و حلال کے دوسرے واسطے طلب حکومت و علو کے سو یہ دونوں صورتیں راہ شیطان کی ہیں اللہ پاک نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعُهَا لِلَّذِينَ لَا يَرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا ضَرًا وَلَا نَفْسًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ **ف** عبداللہ بن سرحس مرفوعاً کہتے ہیں کہ سمت و ثروت و اقتصاد ایک جز ہے جو میں اجزا نبوت سے سواہ الترمذی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے ہر کام میں کسب مال ہو یا اکل حلال جائز ہے مرفوعاً کہا ہے تم دیر نہ سمجھو رزق میں کیونکہ نہیں مرنے کوئی بندہ یہاں تک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اسکے لئے مقدر ہے تم اجمال کرو طلب میں حلال و حرام کو چھوڑو سواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضروری ملتا ہے خواہ اسکے لئے کوشش کرے یا نہ کرے **ع**

بے گس ہرگز نہ اندھت کبوت	رزق را روزی رسان پر میدہد
یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال و کسب مثال میں بالکل ہمہ تن ہنہنک و مستغرق ہونا جائز ہے کہ شغل	

عبادت واداء فی نفس و نوافل واداء فی حقوق رب و عباد سے غافل ہو کر رات دن تلاش معاش و اخذ مال میں مبتلا رہے حلال حرام کا فرق اوشاد سے دوسرا لفظ جابر کا مرفوعاً یہ ہے اے ای لوگو! اور تم اللہ سے اجمال کرو طلب میں کوئی نفس نہیں مرنے کا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے اگرچہ دیر میں ہو سو تم تقویٰ و اجمال کرو طلب میں لو جو حلال ہے اور جو حرام ہے اس کو جو حرام ہے سدا کا ابن ماجہ مراد اجمال سے یہ ہے کہ انہماک تمام جمیع حطام میں نہ کیے حرام سے بچ کر حلال پر قانع رہے کیونکہ قلیل کافی بہتر ہوتا ہے کثیر بلی سے ابو حمزہ ساعدی مرفوعاً کہتے ہیں تم اجمال کرو طلب دنیا میں اس لئے کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے واسطے اس رزق کے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے سدا کا ابن ماجہ یعنی خواہ تم سعی وافر کرو یا نہ کرو رزق مقسوم ہر طرح پر ٹکڑا سانی ہاتھ آئیگا

شاہ مارادہ دہرست سند	رازیق ما رزق بے منت دہر
----------------------	-------------------------

ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اے لوگو! کثرت سامان سے نہیں ہوتی بے غنا نفس کی غنا ہے یعنی تو نگری بدل ست نہ بل اللہ عزوجل اپنے بندہ کو وہ رزق دیتا ہے جو واسطے اوسکے لکھ رکھا ہے تم اجمال کرو طلب میں لو حلال جو حرام سدا کا ابو یعلیٰ حذیفہ نے کہا حضرت نے کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارا کہا اؤ لوگ آئے حضرت نے بیٹھ کر فرمایا یہ رسول ہیں رب العالمین کے جسید علیہ السلام انہوں نے میرے دل میں یہ بات پہونکدی ہے کہ نہیں مرنے کا یہ کوئی نفس یہاں تک کہ کامل کر لیتا ہے رزق اپنا اگرچہ اوسکے ملنے میں کچھ دیر ہو سو ورتو تم اللہ سے اور اجمال کرو تم طلب میں آمادہ نہ کرے تمکو تاخیر رزق کی اس بات پر کہ تو تم اسکو معصیت خدا سے کیونکہ جو چیز پاس اللہ کے ہے وہ نہیں ملتی ہے مگر اللہ کی طاعت بجالا نیسے سدا کا ابن عباس معلوم ہو کہ معصیت بالغ ہوتی ہے حصول رزق سے سبھی یہ بات کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاس اکثر اہل معاصی کے افراط رزق کی ہوتی ہے اور مومنین متقین کے پاس رزق کم ہوتا ہے سو اگر وہ اہل معاصی اصحاب کفر ہیں تو انکو زیادت رزق کی اسلئے ہے کہ آخرت میں انکا کچھ حصہ نہیں ہے قال تعالیٰ اخذتہم طیباً تکم فی الحیاة الدنیا اور اگر وہ اہل فسق و فجور ہیں

تو ان کے ساتھ استدراج منظور ہے **قال تعالیٰ** العاکمہ التکاثر حقیر رتہ المقابر کلا  
 سوف نقب لہون لکایہ علاوہ اسکے جو اموال بذریعہ معاصی جمع ہوتے ہیں اوسمیں ہرگز کسی طرح  
 کی برکت نہیں ہوتی ہے وہ مال بہت جلد فنا ہو جاتا ہے بہت دیکھا اور سنا گیا ہے کہ جس نے مال خرچ  
 یا سود سے جمع کیا ہے وہ چند روز میں جاتا رہا صاحب مال سفلس و محتاج ہو گیا پھر اگر وہ اتفاقاً  
 سفلس نہیں ہوا تو اوسکی اولاد محتاج رہی کچھ نفع اونکو اوسکے مال سے حاصل نہوا اور اگر اتفاقاً  
 اونکے ہاتھ آیا تو انہوں نے گناہ و بدی میں برباد کر دیا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھنے لگے **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ**  
**من حیث لا یحتسب** میاں تک اس آیت کی تکرار کی کہ میں اونکو کیا تجسس فرمایا میاں باز اگر کوئی  
 اس آیت کو کمپرین تو اونکو کفایت کر جائے سوا الحاکم یہ اس لئے کہ اس آیت و حدیث میں  
 وعدہ ہے اس بات کا کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا اور حرام مال و رزق سے بچتا ہے تو اللہ اوسکو  
 اپنے خزانہ غیب سے جہان اوسکا وہم و خیال سے گز نہیں کرتا ہے رزق دیتا ہے اسکا تجربہ  
 حق میں ایک سوا و اعظم لعل اللہ کے ہو چکا ہے ولند الحمد ابن عمر کہتے ہیں حضرت نے ایک دن  
 کعبہ کا پڑا ہوا پایا اوسکو اٹھا کر ایک سائل کو دیا اور فرمایا کہ اگر تو اس کے پاس نہ آتا تو یہ تیرے  
 پاس جاتا سوا ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ جس طرح ہر انسان طالب رزق کا ہوتا ہے  
 اسی طرح ہر رزق طالب اپنے مزرق کا ہوتا ہر رزق مقدر و مقسوم کسی بشر سے ہرگز فوت نہیں ہوتا

انچہ نصیب است بہم میرسد | ۵ | گردستانی بہم می رسد

ابن مسعود مروی ہے کہ میں بندہ کے لئے اوسکا رزق مقرر ہے اگر نقلین یعنی جن و انس  
 جمع ہوں کہ کچھ اوسمیں سے روک دین تو ہرگز وہ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں سوا الطبرانی  
 منذری نے کہا ہے یشبہ ان یکون موقوفاً دونوں بیٹے خالد کے پاس حضرت کے آئے  
 آپ کچھ کہہ بناتے تھے جب فاسخ ہوئے فرمایا تم حرص کرو رزق میں جب تک کہ ملے ہیں سر  
 تمہارے انسان کو اوسکی مان لال جنتی ہے اوسپر چلکا نہیں ہوتا پھر اللہ اوسکو رزق دیتا ہے



سداہ ابن حبان ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے نہیں نکلتا ہے سوچ کہی لکن بیجا ہو اللہ طرف  
 اوسکے مفلون پہلو کے دو فرشتے وہ پکارتے ہیں اور ساری زمین والے اوسکو سنتے ہیں بھگتین کہ  
 اے لوگو! او طرف اپنے رب کے جو چیز تھوڑی ہے اور کفایت کرتی ہے وہ بہتر ہے اوس بہت چیز  
 سے جو غفلت میں ڈالتی ہے اسی طرح جب سورج ڈوبتا ہے تو دو فرشتے اوسکے پہلو میں یہ ندا  
 کرتے ہیں جسکو ساری زمین والے بھگتین کے سنتے ہیں اے اللہ دے تو شرح کر نیوالے کو  
 عومل و غفل اور دے مسک و بخیل کو تلف سداہ احمد عمران بن حصین کا لفظ مرفوع  
 یہ ہے جو شخص منقطع ہو اطراف اللہ کے کفایت کرتا ہے اللہ اوسکی مؤنت کو اور دیتا ہے اوسکو  
 دہان سے جہان کا گمان بھی نہیں ہے اور جو کہ منقطع ہو اطراف دنیا کے سو نہ دیتا ہے اللہ  
 اوسکو طرف دنیا کے سداہ ابو الشیمہ فی کتاب الثواب والبیحہ کعب بن مالک نے مرفوعاً  
 کہا ہے نہیں بگاڑ کرتے ہیں دو گرگ گر سنہ جو کہ بکریوں میں چھوڑ دئے گئے ہیں زیادہ تر فساد  
 آدمی کی حرص سے مال و شرف پر سداہ احمد و الترمذی و ابن حبان فی صحیحہ یعنی  
 حرص مال و شرف کی دین کو بالکل تباہ کر دیتی ہے ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں دل بوڑھے آدمی کا  
 دو چیز کی محبت میں جو ان رہتا ہے حب عیش یا طول حیات اور حب مال سداہ الشیمان  
 ترمذی کا لفظ یہ ہے طول حیات و کثرت مال ع مرد جو ان پیر شود حرص جو ان سیکر دودہ دوسری  
 روایت میں پناہ مانگنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس غیر مشبع سے آیا ہے سداہ النسا  
 انس کا لفظ مرفوع یہ ہے اگر پاس بنی آدم کے دو جنگل مال کے ہوں تو وہ ایک تیسرا جنگل  
 اور چاہے گا

ہفت اقلیم اور بغیر بادشاہ	ہچنان در بند اقلیم دگر
پیر نہیں کرتی جو بن آدم کو گمراہی اور قبول کرتا ہے اللہ توبہ تائب کی سداہ البخاری	گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور	
مثنوی نے گماں حرص و حب مال میں احادیث کثیرہ آئی ہیں *	

## باب بیان میں بیوع حرام کے

مستحب خرید و فروخت میں تراضی مجرد ہوتی ہے کیونکہ حقیقت تراضی کی سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ حجاب و قبول یا تقاطعی ایک امارت ہے تراضی کی الفاظ مخصوصہ جن کا اعتبار بعض اہل علم نے کیا ہے بے دلیل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تجارت عن تراضی اس سے معلوم ہوا کہ مناط بیع کا یہی مجرد تراضی ہے لکن اس تراضی پر کوئی دلیل چاہئے سو وہ لفظ ہے یا اشتراک یا کنایہ کسی لفظ سے کسی صفت پر کسی اشارہ مفیدہ سے حاصل ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے حلال ہیں ہے مال کسی مسلمان کا مگر اوسکے جی کی خوشی سے سو جب ہمراہ تراضی کے طیب نفس پائی جائیگی تو ہر کسی اور چیز کا اعتبار نہ ہو گا **ف** شراب و مرڈار و خوک و اصنام کا فروخت کرنا یا خریدنا حرام ہے اسلئے کہ حدیث جابر بن عبد اللہ بن زید شخین کے مروفاً آیا ہے کہ اللہ نے حرام کیا ہے بیع خمر و دیتہ و خنزیر و اصنام کو استثنائی معلوم ہوا کہ جو مال ان چار چیزوں کے ذریعہ سے کمایا جاتا ہے وہ منق حرام ہے نہ واجب کہ ہے کہ فروخت کرنا عنب و زریب و خویما کا ہاتھ اوس شخص کے جو اسکو شراب بنا کر لے گا اور فروخت کرنا اوردکا اوس شخص کے ہاتھ جو اوس سے فخر کرے گا اور کینز کا اوسکے ہاتھ جو اوس سے کسب کرے گا اور لکڑی کا اوسکے ہاتھ جو اوس سے آلات لہو طیار کرے گا اور ہتھیار کا اوسکے ہاتھ جو اوس سے مسلمانوں پر قتال کرے گا اور بیچا شراب کا اوسکے ہاتھ جو اوسکو پیئے گا اور بیع کرنا ہنگ و غیرہ مسکرات کا اوسکے ہاتھ جو اوسکو استعمال میں لائے گا گناہ کبیرہ ہے اسلئے کہ انہیں ضرر عظیم ہے اور وسائل کو ایسے محلات میں حکم مقاصد کا ہوتا ہے سو یہ سارے مقاصد کی باتر ہیں لہذا انکے وسائل بھی کبائر ہیں شیخ الاسلام علانی نے کہا ہے کہ اصحاب نے نص کی ہے اس بات پر کہ بیع خمر کی کبیروہ ہے متقاطعی اوسکا فاسق ہو جاتا ہے یہی حکم شرع و خمر داخل خمر و محل و سعی کا بھی ہے انتہی **م** بیع سگ و گدہ بیک حرام ہے بدلیل حدیث ابی سعود مروفاً سنی فرمائی ہے حضرت نے شہن سگ سے رواۃ الشیخان اسکے بات

صحیحین میں حدیث ابی جحیفہ کی یہی آئی ہے حدیث جابر میں نزدیک مسلم کے نہی شمن کلب و سنور  
یعنی گرہ دونوں سے فرمائی ہے ہاں لسانی کی روایت میں کلب صید یعنی سگ شکاری کو مستثنیٰ  
کیا ہے شافعی بیع کلب کو حرام کہتے ہیں ابو حنیفہ رحمہ نے جائز بتایا ہے اور متلف کو ضمان  
مستثنیٰ ہے مگر خلاف ظاہر حدیث ہے یا مراد اس سے سگ شکاری ہو مگر یہ مراد خلاف ظاہر حدیث  
فقہ ہے **مسئلہ خون** کا بیچنا حرام ہے بدلیل حدیث ابی جحیفہ کے نزدیک شخین کہ حرام کیا ہے  
حضرت نے شمن دم یعنی قیمت خون کو **مسئلہ جفتی** کرنی نہ پر کر لیا حرام ہے بخاری میں  
ابن عمر سے آیا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے عصب فحل سے اسی طرح صحیح مسلم میں بھی ہے مراد  
عصب فحل سے کر لیا دینا ہے نہ کا واسطے جنت کے مادہ پر گویا اسکے پانیکے دام لینا ہے اس باب  
میں کئی حدیثیں آئی ہیں ہاں بغیر کسی شرط کے بطور کرامت دینا حضرت ہے نہ واجر میں منع  
فحل کو کبیرہ کہا ہے بدلیل حدیث بریدہ کہ حضرت نے فرمایا کبر کبار منع آب زائد و منع فحل ہے  
سوا الا البزار جلال بلقینی نے بھی اسکو کبیرہ گنا ہے لیکن بعد اسکے یہ کہا ہے کہ اسناد اس  
حدیث کی ضعیف ہے اور ضرر اس کبیرہ کا برابر اور کبار کے نہیں ہے انتہی لیکن منع اعارت فحل  
واسطے ضرب کے مؤید تکبیر منع فحل ہے غایت الامر یہ ہے کہ مکروہ یعنی حرام ہو **مسئلہ مردار** کی  
چربی بیچنا حرام ہے حدیث جابر میں نزدیک صحیحین وغیرہا کے آیا ہے کہ حضرت نے بیع شحم مدینہ  
کو حرام فرما کر کہا ہے قتل کرے اللہ یہود کو جب حرام کر دیا اللہ نے اونپر چربی کو تو اونہوں  
اسکو صاف کر کے اور بیچ کر اسکی قیمت کمائی معلوم ہوا کہ یہ مال جو اس طرح آتا ہے وہ حرام ہے  
ابن عباس کا لفظ یہ ہے لعنت کرے اللہ یہود کو حرام کی گئیں اونپر جب بیان سو بیچا اسکو اور کہا  
اونکی قیمتوں کو اور بیشک اللہ جب حرام کرتا ہے کسی قوم پر کسی شے کو تو حرام کرتا ہے اونپر قیمت اس  
شے کی حافظ ابن القیم نے کہا ہے حرام ہونیکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ یہ کام حرام ہے دوسرے یہ  
بیع حرام ہے اگرچہ خریدار نے اسکو واسطے اسی کام کے خریدا ہو بنیاد ان دونوں قول کی اس بات  
پر ہے کہ سوال اونکا بیع سے واسطے اس انفعاع کے تھا یا انفعاع سے تھا قول اول کو شیخ الاسلام

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور یہی اظہر ہے اس لئے کہ حضرت نے اولاً اذکو غیر تحریم انتفاع کی  
 سنہن دی اور نہ انتفاع مذکور سے منع کیا سو درمیان جواز بیع اور علت منعقت کے کچھ  
 لازم سنہن ہے انتہی لکن ظاہر حدیث اولیٰ بالعلل ہے حرام چیز سے انتفاع لینا بھی بچا ہے واللہ اعلم  
**مسئلہ** فروخت کرنا آب زائد کا حرام ہے حدیث ایاس بن عبد بن مع فضل مار سے  
 سنی فرمائی ہے رواہ احمد و اهل السنن و صحیحہ الترمذی اصل منی میں تحریم ہوئی ہے  
 قشیری نے حدیث مذکور کو شرط شیخین پر بتایا ہے حدیث جابر میں بھی اس کی لگ بھگ مضمون  
 آیا ہے رواہ مسلم و احمد و ابن ماجہ صحیحین میں بروایت ابو ہریرہ مرفوعاً یہ قید بھی  
 آئی ہے کہ منع کرے آب زائد کو کہ منع کرے بسبب اس کے گناہ کو مسلم کا لفظ یہ ہے کہ کلا یباع  
 فضل الماء لیصنع به الکلاء معلوم ہوا کہ آب دریا آب چشمہ آب ابلکہ آب نہر آب چاہ وغیرہ کا فروخت  
 کر کے اس کی قیمت کمانا حرام ہے **مسئلہ** بیع کرنا ایسی شے کا جسمین دھوکا فریب دغا بازی  
 ہو حرام ہے جیسے بیچنا پرندہ کا جو امین جھپلی کا پانی میں حدیث ابو ہریرہ میں نزدیک مسلم وغیرہ  
 کے آیا ہے کہ سنی کی ہے حضرت نے بیع غرر سے احمد کا لفظ ابن مسعود سے مرفوعاً یوں ہے  
 کہ مت خرید کرو تم جھپلی کو پانی میں کہ یہ غرر ہے اس کی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ہے یہ قی نے  
 اس کے وقف کو راجع کہا ہے لکن داخل ہے بیع غرر میں مستوی شرح موطا میں امام مالک رحمہ اللہ سے  
 نقل کیا ہے کہ ایک صورت غرر و مخاطره کی یہ بھی ہے کہ کسی شخص کا جانور گرم گیا ہو یا غلام بہا  
 گیا ہو جب کی قیمت بچاؤ دینا ہوں کوئی آدمی کہے کہ میں اس کو بیس دینا رہ خرید کر تا ہوں  
 اگر خریدار نے اس کو بایا تو بائع کے بیس دینا رکھے اور اگر نہ بایا تو بیس دینا خریدار کے رکھے  
**ف** لفظ غرر شامل ہے اولن جملہ صور کو جنہن عرفاً کوئی دھوکا فریب ظاہر یا مخفی ہو ایسی چیز  
 کا بیع و شرا کرنا ممنوع ہے اور قیمت اس کی حرام ہے **مسئلہ** بیع جبل الجبلہ حرام ہے  
 بدلیل حدیث ابن عمر کہ سنی فرمائی ہے حضرت نے بیع جبل الجبلہ سے اخراجہ مسلم وغیرہ  
 صحیحین میں آیا ہے کہ اہل جاہلیت گوشت اونٹوں کا جبل الجبلہ تک فروخت کرتے تھے

جبل الجبلہ اوسے کہتے ہیں کہ اونٹنی بچے جنے پر وہ بچہ باردار ہو گیا جو بچہ فی الحال اونٹنی کے شکم  
 میں موجود ہے اوسکو بچہ دے یا اوس بچے کا بچہ فروخت کر دے حالانکہ حدیث ابو سعید میں  
 خریداری سے بچہ ہامی شتر کے جو اندر بیٹ کے ہیں نہی آئی ہے سواہ احمد و ابن ماجہ  
 والبنار والدار قطعی سعید بن مسیب کہتے ہیں حیوان میں رباعین ہوتی ہے لکن تین  
 نوع سے منع فرمایا ہے ایک رمضان یعنی وہ بچے اونٹ کے جو ہنوز شکم مادر میں ہیں دوسرے  
 طاقع یعنی وہ بچے اونٹ کے جو پشت پدر میں ہیں تیسرے یہی جبل الجبلہ منہاج میں انکی  
 نہی ایک حدیث سے بھی روایت کی ہے **مسئلہ** بیع منابذہ حرام ہے منابذہ ہسکو  
 کہتے ہیں کہ ہر ایک بائع و مشتری میں سے اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پسیدے کچھ تامل  
 نکرے اور کر دے کہ یہ اسکے عومن ہو گیا سو اس طرح کی بیع ممنوع اور قیمت اوسکی حرام  
 ہے **مسئلہ** بیع ملاسہ حرام ہے ملاسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو باہتہ سے چھو لے اور  
 اوسکو کھولے منین کہ اندر کا حال معلوم ہو یا رات کو خرید کرے اور اندر کا حال نہ جانے حیث  
 ابو سعید میں آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرت نے ملاسہ و منابذہ سے بیع میں رواہ الشیخ  
 و اخرج ملاک نحوہ فی الموطا من حدیث ابی ہریرۃ اس باب میں انس سے بھی نزدیک  
 بخاری کے آیا ہے اہل علم بھی اسی پر ہیں **ف** فروخت کرنا دودہ کا تن میں اور غلام  
 گر نختہ کا اور فروخت کرنا مال غنیمت کا قبل تقسیم کے اور جینا بیل کا قبل صلاحیت کے اور بیع  
 کرنا صوف کا پشت حیوان پر اور گسی کا دودہ میں ناجائز ہے اسلئے کہ حدیث متقدم ابو سعید  
 حذری میں مرفوعاً نہی آئی ہے خرید کر نیسے اوس شے کے جو بطون انعام میں ہوا سمین وہ چیز  
 بھی داخل ہے جو اندر ہتھ کے ہو اسی طرح خریدنا غلام گر نختہ کا داخل بیع غرر ہے حدیث  
 ابن عباس میں بیع غنائم سے یہاں تک کہ قسمت پذیر ہوں نہی آئی ہے سواہ التسانی درواہ  
 احمد و ابوداؤد عن ابی ہریرۃ اسی طرح نہی آئی ہے بیع شمر سے یہاں تک کہ لائق کھانے کے  
 ہوں اور نہی آئی ہے بیع صوف سے پشت پہاڑ دودہ سے تن میں اور سمین سے لکن میں

حدیث ابن عباس میں سواۓ البیہقی والد اسرقطنی سند بیہقی میں عمر بن فروخ کو صحابی  
 معین نے ثقہ کہا ہے جو احادیث سنہی میں بیع غر سے آئی ہیں وہ سب ان احادیث کی منکر  
 ہیں اسلئے کہ ان سب صورتوں پر غر صادق آتا ہے ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ سنہی فرمائی حضرت نے  
 بیع شمار سے یہاں تک کہ نمایان ہو صلاح او کی فروشنده و خریدار دونوں کو اس کام سے منع کیا ہی اخرج  
 الشیخان مسلم نے اسکو ابو ہریرہ سے اور صحیحین میں انس سے بھی ایسی لگ بھگ روایت کیا  
 ہے مطلب یہ کہ میوہ باغات کا درخت پر او سوقت خرید فروخت کیا جاوے جبکہ بختہ یا گدڑ ہو جاوے  
 جب تک کہ صلاحیت او کی ظاہر نہیں ہوئی ہے تب تک بیع و شر او کی حرام ہے امام مالک کہتے  
 ہیں بیع کرنا خرچہ اور لکڑی اور تر تیز اور گاجر وغیرہ کا وقت بدو صلاح کے نزدیک ہمارے حلال و  
 جائز ہے مشتری تا انقطاع شمار اسکا مالک ہے اسکے لئے کوئی وقت موقت مقرر نہیں ہے کیونکہ  
 وقت او کا معلوم ہے کبھی یہ ہوتا ہے کہ کوئی آفت پہلوں پر آجاتی ہے تو وقت سے پہلے اس  
 پہل کو کاٹ لیتے ہیں سو جب وہ آفت بقدر تنہائی یا زیادہ مقدار کے ہوگی تو او تنہا ہی خریدار کو  
 چھوڑ دیا جاوے گا **ف** بیع محالہ مزانبہ معاومہ مخاضہ ممنوع ہے محالہ یہ ہے کہ کہیت کو عوض طعام  
 معلوم الکلیل کی بجائے مالک کا لفظ یہ ہے محالہ کہتے ہیں زمین کو گھوڑوں پر کرایہ دینے کو مستوی  
 کا لفظ یہ ہے محالہ فروخت کرنا کشت کا ہے بعد خوب سخت ہو جانے واند کے مزانبہ یہ ہے کہ کچھ  
 کا عوض چند و ستر کے بجائے مالک کا لفظ یہ ہے کہ مزانبہ کہتے ہیں خرید کر لئے پہل کو درخت  
 پر عوض ستر کے یعنی تزیوہ کا عوض خشک میوے کے بجائے مستوی کا لفظ یہ ہے مزانبہ فروخت  
 کرنا خرچہ کا ہے شجر پر او کی جنس کے ساتھ زمین پر مالک نے کہا حضرت نے سنہی فرمائی ہے مزانبہ  
 سے تفسیر مزانبہ کی یہ ہے کہ ایک شے کو تخمینہ سے جسکا پیمانہ و وزن و عدد معلوم نہیں ہے عوض  
 ایک ایسی شے کے فروخت کرین جسکا کلیل و وزن و عدد معلوم ہے معاومہ یہ ہے کہ پہل و درخت  
 کا ایک ہی عقد میں سال بہر سے زیادہ کے لئے فروخت کر دیا جاوے کیونکہ اسکا ہر غر و جہت  
 ہوتی ہے مخاضہ یہ ہے کہ سبز پہل کو قبل بدو صلاح کے بچھا یا جائے یہ سنہی حدیث انس میں



نزدیک بخاری کے آئی ہے اس باب میں اور بھی احادیث آئی ہیں **ف** حدیث عمرو بن شعیب عن  
 ابیہ عن جبرہ میں بیع عربوں سے سنی فرمائی ہے اخرجه احمد والنسائی والبوداؤد عربون  
 کہتے ہیں بیعہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشنده کو اس شرط پر دیا کہ اگر  
 میں اوس چیز کو مول نہ لون تو یہ درہم تیرا ہوا البتہ کسی شے کے حدیث زید بن اسلم جہین حلت  
 عربون کی آئی ہے اخرجه عبدالمزاق وہ اولاً تو فرسل ہے ثانیاً اوسمین ابراہیم راوی  
 ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہیں ہو سکتی ہے موطا و مسند ماج میں بھی فکر کیا  
 صحت اس بیع کا آیا ہے **ف** فروخت کرنا عصاۃ انگور کا ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے  
 شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث انس مرفوعاً ملعون ہے بائع و شائب و مشتری و عاصر خمر و داء  
 الزمذی و ابن ماجہ و سراجہ ثقافت و اخرج بخوہ احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد  
 و صحیحہ ابن السکن دوسری حدیث میں دربارہ خمر و شلف نافر پر لعنت آئی ہے او نہیں بائع و  
 مشتری و ساتی و عامل و محمول البتہ وغیرہ بھی داخل ہیں بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جس نے کو  
 انگور کو ایام قطاف میں تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتھ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص  
 کے جو اسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گستاخ میں بصیرت پر سردار الطبرانی فی الاوسط  
 و اسناد حسن یعنی دیدہ و دانستہ جہنم میں گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ شمن خمر علی الاطلاق  
 حق میں ہر شخص کے فروشنده ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتھ فروخت نہ کرے بلکہ کسی  
 کافر ہی کے ہاتھ کیوں نہ بیچے تجارت خمر کا نام آج کل آبکاری ہے اُمر اور رؤسا اس تجارت  
 و حرفہ پر محصول لیتے ہیں یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہیں کچھ لوگوں نے منجملہ  
 اہل عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تھا کہ ہم کچھ پہل کھجور و انگور کے خرید کر کے شیعہ اور کلابو خمر  
 کے نکال کر بیچتے ہیں کیا میں گواہ کرتا ہوں تم پر اللہ اور اس کے فرشتوں کو اور جو کوئی جن و  
 انس سے اس بات کو سنتا ہو اسکو اس بات پر کہ میں حکم نہیں دیتا ہوں تمکو کہ تم اوکو  
 خریدو یا بیجو یا بچھڑو یا پلاؤ کہ وہ ایک رجس ہے عمل شیطان سے مسوی میں کہا ہے

وعلیہ اہل العلم **ف** بیع کالی بکالی حرام ہے مراد یہ ہے کہ قرض کو قرض سے فروخت نہ کرے  
 حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ منی فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے  
 رد کا الدار قطعی واکھا کھر صحیحہ سافیع بن خدیج کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ منی عن بیع الکالی  
 بالکالی دین بدین اخراجہ الطبرانی اسکی سند میں موسیٰ زبیدی ضعیف ہے امام احمد نے کہا اس  
 باب میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی لیکن لوگوں کا عدم جواز بیع دین بدین پر اجماع ہے جو  
 احادیث اشراط قبض میں آئی ہیں جیسے حدیث اذا کان یداً ابید و حدیث مالہ یتفرقا  
 وینکالہ شیخ وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہیں **ف** جس چیز کو خرید کیا ہے اسکا فروخت کرنا قبل  
 قبض کے حرام ہے بدلیل حدیث جابر مرفوعاً جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نہ کر تو اسکو  
 جب تک کہ پورا نہ لے لے یعنی قبل کر تیرے قبض میں نہ آجاوے اخراجہ مسلحہ و سلفہ مسلم کا  
 یہ ہے کہ منی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے سے منع یعنی نہ صرف  
 سے یہاں تک کہ استیفا کر لے اور کا لفظ سلع کا شامل ہے غلہ وغیرہ اشیاء کو جب کالین دین ہوتا  
 رہتا ہے حدیث زبیدی میں ثابت میں اتنا اور آیا ہے یہاں تک کہ اوٹھالائین اوٹھو تجا اپنے  
 گہروں میں جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ  
 حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاسوال تعاون و احتیاج میں یہی غلہ ہے اگر  
 استیفا اور اسکا لکڑیا تو بائع او سمین تصرف کر سکتا ہے اس صورت میں قصصہ و قصصہ ہوگا  
 اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ہر منقول میں جاری ہے اسلئے کہ منطہ تغیر و قسب کا ہے  
 اس صورت میں خصوصیت و خصوصیت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل  
 شیء الا مشکہ سو یہی قول موافق تر ہے ساتھ قیاس کے بوجہ علت مذکور انتہی استوی  
 میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ  
 جسے کوئی طعام خرید کیا جیسے گہو جو جو آجہہ سلت یا کوئی اور شے جو بوجہ قطعہ سے یا جو  
 مانند اسکے ہے و جو ہر کوہ میں یا کوئی شے آدم میں سے یا جیسے تیل گئی شہد سرکہ ہنیر وہ شیریں

وغیرہ تو خریدار اسکو فروخت کرے جب تک کہ اسکا قبضہ واستیفا نہ کرے شرح سنہ میں  
 کہا ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اس طعام کا قبل قبضہ کے  
 جائز نہیں ہے ہاں ماسوا می طعام میں اختلاف ہے شافعی و محمد کے نزدیک طعام و سلع و  
 عتار میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی جیسا حکم غلہ کا ہے ویسا ہی حکم ہر سامان و زمین کا ہے قبضہ کے  
 کسی کو بیع کرے ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبضہ کے جائز ہے نہ  
 بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوا می طعام کے بیع قبل قبضہ کی جائز ہے انتہائی امر  
 اکثر لوگوں کو بابت اذناق و عطیات کے چٹنیاں لکھ دیتے تھے لوگ اس کاخذ کو قبل قبضہ کے  
 فروخت کر دیتے تھے خریدار خرید کر کے قابض ہو جاتا اسکا نام بیع ملک تھا والدہ علم و  
 بیچنا طعام کا قبل جاری ہونے دو صاع فروشنده و خریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان بن مرفوعہ  
 آیا ہے تو جب کچھ مل لے تو تول کر لے اور جب کچھ بیچے تو تول کر بیچ رواہ احمد و البخاری  
 جابر کا لفظ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہاں تک کہ جاری ہوں اوسمیں دو صاع آ  
 بائع کا دوسرے مشتری کا رواہ ابن ماجہ و الدار قطنی و البیہقی اسکی اسناد میں ابن ابی لیلیٰ  
 ہے اس باب میں ایک حدیث ابو ہریرہ کی باسناد حسن آئی ہے جمہور کا مذہب ہی یہی ہے  
 استثناء کرنا بیع میں صحیح نہیں مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوعہ جابر کہ سنی کی ہے حضرت نے  
 بیع نیا سے اخرجه مسلم وغیرہ نسائی و ترمذی و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ  
 معلوم ہو جائز ہے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتھ بیچنا اپنی سواری اوسپر تا مدینہ مستثنیٰ نہیں الیٰ تمی  
 تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع میں جائز نہیں ہے حدیث ابو ایوب میں مرفوعہ آیا ہے جسے  
 تفرقہ کیا درمیان والدہ و ولد کے تفرقہ کر لیا تندر میان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن  
 قیامت کو اخرجه احمد و الترمذی و الدار قطنی و الحاکم و صحیح علی مرتضیٰ نے دو غلام پر  
 لکھ لکھ جدا جدا فروخت کئے تھے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پھر لو فروخت کرے او کو مگر مجموع  
 اخرجه احمد و صحیح ابن خریزہ و ابن جابر و ابن حبان و الحاکم و غیرہ حدیث ابو ہریرہ

میں حضرت نے لعنت کی ہے اوس شخص پر جو جدائی ڈالے درمیان والد و ولد و اخوین کے (رواۃ ابن  
 ماجہ و الدارقطنی باسناد کلباس بد علی مرتضیٰ نے ایک کنیز اور اوسکے بچے کو الگ الگ  
 بیچا تھا حضرت نے نہی فرمائی اور بیع رد کردی اخرجہ ابوداؤد و الدارقطنی و الحاکم و صحیحہ  
 اسکی سند میں انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اسمین تامل ہے زواج میں اس تفریق  
 بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق میں یہ شرط لکھی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اوسکے  
 ولد غیر میرے ہو بسبب صغریا جنون کے اور تفریق بسفر کو بھی حرام بتایا ہے **ف** فروخت  
 کرنا ماض یعنی شہری کا واسطے بادی یعنی دیہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر میں نہی آئی ہے  
 اس بات سے کہ کوئی ماض واسطے بادی کے بائع بنے اخرجہ البخاری جابر کا لفظ نزول  
 مسلم وغیرہ کے یہ ہے چوڑ دو لوگوں کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین  
 میں یوں ہے ہم منع کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دیہاتی کے اگر چاہے اسکا حقیقی  
 بھائی کیون نہو ایسی پر اہل علم میں محتاج میں اسکی مثال یہ لکھی ہے کہ کوئی مسافر دیہاتی ایسی چیز  
 لائے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اوسدن کے نرخ پر اوسکو فروخت کر دے شہری  
 اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چوڑ جا میں بتدیج اوسکو فروخت کر دو لگا دتا یہ میں  
 کہا ہے کہ بیع حاضر کی واسطے بادی کے بطمع گرائی قیمت زمان مخط میں مکروہ ہے **ف**  
 تاجش کرنا بیع میں حرام ہے تاجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شے کی قیمت دوسرے شخص کے  
 دھوکہ دینے کو بادی اور خود اوسکا خریدنا اسکے جی میں نہو صحیحین میں حدیث ابوہریرہؓ نہی آئی  
 ہے بخش کر نیسے اسی طرح حدیث ابن عمرؓ میں نزدیک شخصین کے و اخرجہ مالک ایضاً اسی  
 اہل علم ہی میں وقایہ میں بھی بخش کو مکروہ کہا ہے زواج میں بخش کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے  
 اور لکھا ہے کہ البخش هو ان یزید فی الثمن لا رغیۃ بل لیخنع غیرہ **ف** بیع یہ بیع کرنا  
 حرام ہے حدیث ابن عمرؓ میں مروغما آیا ہے بیع کرے کوئی تم میں بیع پر اپنے بھائی کی رواہ  
 احمد والنسائی و نحوه فی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ بلفظ کا بیع الرجل علی بیع خیمہ

یہ بھی آیا ہے کہ جب بیع کی دو آدمی سے تو وہ شے واسطے خریدار اول کے ہے اخر جہ احمد  
 ابوہ اؤدو النسائی والتزمی وحسنہ وصحہ ابو نرہۃ والوحاتم والحاکم ومطایل بن  
 سے مرفوعاً آیا ہے کہ بیع نکرے بعض تمہارا بعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز ٹیپہ الی اب و سر  
 شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتھ بیچ دے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج میں کہتا ہے قبل  
 لزوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ نکلے کہ تو شر او شیع کر دے یہی شر او  
 بالای شر اسودہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کر دے میں تجکو زیادہ دام دوں گا زاجر  
 کالفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اسکو پیہ  
 میں اسی قیمت پر تجکو بہتر اسے فروخت کروں گا یا مثل اسکے اس قیمت سے کم پر دون کا  
 شر او علی الشر او یہ ہے کہ بائع سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر دے میں  
 تجھے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کر لوں گا شافعیہ کہتے ہیں مخرج کرنا بیع پر بغیر اذن کے اس طرح کرنا قیمت  
 بڑا دمی بعد تصریح واستقرار قیمت کی یا مشتری پر خیر ترک و عرض کرے اسکی تحریم ابوبیوع قبل لزوم کے  
 سخت تر ہے تلقی کلبان منوع ہی یعنی جو بیو باری باہر سے شہر میں آتے ہیں اور کو آگے بڑھ کر لیا او  
 قبل اسکے کہ او کو مخرج شہر اطلاع ہو او نے سو طکر لیا حرام ہے کیونکہ او کو اختیار ہے کہ جین معلوم کریں تو بیع قائم  
 اگر کہیں یا کر کہیں ابو ہریرہ کہتے ہیں منی کی ہے حضرت نے تلقی بلب سے پس اگر تلقی کر کے کسی انسان نے  
 خریداری کی ہے تو صاحب ملکہ کو خیار ہے وقت آنے بازار کے رواہ مسلم وغیرہ ابن مسعود  
 کالفظ صحیحین میں یون ہے منی فرائی ہے حضرت نے تلقی بیوع سے وغیرہ فیہما من حدیث  
 ابن عمر وابن عباس مالک کالفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہ ہے کہ تلقی نکر وتم کلبان یعنی کما وان کے  
 واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی ہیں **ف** احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں جس نے  
 احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ ہمہ ہی ہو اللہ سے اور رہی ہو اللہ اس سے رواہ احمد والحاکم  
 وابن ابی شیبہ والبخاری ابویعلی اسکی سند میں اصبع بن زید ہے وفیہ مقال مسلم کالفظ مرفوع  
 حدیث عمر بن عبد اللہ سے یہ ہے احتکار نہین کرنا مگر قاطی واخر بخوہ احمد والحاکم من حدیث

ابی ہریرہؓ اسی پر اہل علم میں تو وہی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ جو احتکار محرم ہے وہ غلام  
 اقوات میں ہوتا ہے جیسے کہ وقت گرائی کے غلہ خرید کر کے رکھ چوڑے فی الحلال فروخت نہ کرے  
 تاکہ جب نرخ اور سکا خوب منگتا ہو تب اسکو بچے سواری اقوات کے اور کسی چیز میں احتکار کرنا منع  
 ہے ہدایہ میں احتکار اقوات آدمی و بہائم کو مکروہ کہا ہے جبکہ شرمین بسبب اوس احتکار کے  
 ضرر ہو نہ و اجماع میں احتکار طعام کو منجملہ کبار کڈنوب کے شمار کیا ہے اسلئے کہ احادیث میں احتکار  
 پر وعیدات شدید آئی ہیں جیسے لعنت و برات خدا و رسول و ضرب جذام و افلاس وغیرہ اسی  
 اہل احتیاط تجارت غلات کی منین کرتے ہیں **ف** حاکم کو درست منین ہے کہ نرخ غلات کا اپنی  
 طرف سے مقرر کرے حدیث انس میں آیا ہے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ نرخ مقرر فرماویں کہا  
 مسعر قابض باسط زناق اللہ ہے میں اسید کرتا ہوں کہ ملون میں اللہ سے اور مطالبہ نہ کرے  
 کوئی تم میں کا مجھے بابت کسی مظلوم خون و مال کے سرواکا احمد و اہل السنن و الاثر رحمہ  
 واللہ زار و ابو یعلیٰ و صحیحہ ابن حبان و الترمذی ہدایہ میں کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت میں  
 زیادتی بیکد کرین اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدون تسعیر یعنی تقرر نرخ کے عاجز  
 ہو تو بمشورہ اہل راسی و بصر سلطان کا نرخ مقرر کر دینا لا باس بہ ہے **ف** وضع کرنا جوائح  
 کا واجب ہے جاکچہ کہتے ہیں آفت کو جو شمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث جابر میں آیا ہے  
 کہ حضرت نے جوائح کو وضع کیا ہے آخرجہ احمد والنسائی و ابوداؤد رحمہم السلام کا لفظ یہ ہے کہ امر فواح  
 وضع جوائح کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے بہائی کے پہل فروخت کیا ہے اور اس  
 پہل کو کچھ آفت پہنچی ہے تو ملال منین ہے جھکو کہ لے تو اس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے  
 بہائی کا یہ حدیث عام ہے زراعت و باغات وغیرہما کو اس باب میں عائشہ و انس سے بھی صحیحین  
 میں مرفوعاً آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابوحنیفہ و لیث و سائر کوفیین کا لکن اسکو مستحب  
 کہتے ہیں اور نظام ہر حدیث و وجوب ہے **ف** سلف و بیع حلال منین ہے جس طرح کوئی شخص  
 کسی شخص سے یوں کہے کہ میں تیری یہ چیز اتنی قیمت پر لیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھکو



فلان چیز قرض دے سو یہ عقد بیع ناجائز ہے اسی پر اہل علم میں شرح اسنہ میں مثال اسکی یہ لکھی  
 ہے کہ مثلاً یوں کہے کہ میں اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھ کو دس درہم  
 قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے **ف** صحیح نہیں ہیں دو شرطیں ایک بیع میں  
 مثلاً یہ کہنا کہ میں اسکو نہرا دو درہم پر بیچتا ہوں اگر تو نقد لیتا ہے اور دو نہرا پر دیتا ہوں اگر  
 تو ادا کرتا ہے یا یوں کہنے میں یہ کپڑا تیرے ہاتھ بچا اسکا دہونا یا سیدنا مجھ پر ہے حج بالغہ  
 میں اسکی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اوس سے مقرر کرے جیسے  
 یہ کہ اوسکو فلان شے ہمہ کردیگا یا اوسکی سفارش نزدیک فلان کے لیجا ئیگا اگر ضرورت فروخت  
 کرنے اوس شے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے گا اور مثال اسکے کہ یہ دو  
 شرطیں ہوتی ہیں ایک صنفقہ میں حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے علال نہیں سلف و  
 بیع اور نہ دو شرطیں ایک بیع میں اور نہ بیع اوس شے کا جسکا خاص نہیں ہوا و بیع  
 اوس چیز کی جو پاس تیرے نہیں ہے اخر جہ احمد والوداؤد والنسائی والترمذی و  
 صحیحہ وکذا لک صحیحہ ابن خزيمة والحاکم **ف** دو بیع کرنا ایک بیع میں ممنوع ہے  
 شرح اسنہ میں اسکی دو صورتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور ادا ہاڑیس  
 درہم پر ہے ایک سال کے لئے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل  
 سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ میں اس غلام کو بیس دینار پر تیرے ہاتھ فروخت  
 کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتھ بیچ دے حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ  
 نبی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع میں رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ  
 الترمذی ابوداؤد کالفظ یہ ہے جسے دو بیع کہیں ایک بیع میں اوسکے لئے انقص اور نکاح  
 ہے یا ربا و اخر جہ احمد بن ابن مسعود بلفظ نہی عن صنفقتین فی صنفقة **ف** بیع بالم  
 یضمن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گزری چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شے فروخت کرے جو کہ  
 اسکے ضمان میں داخل نہیں ہوئی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے **ف** بیع اور بیع

کی جو پاس بائع کے موجود نہیں ہے منع ہے حکیم بن حزام نے کہا تھا اسی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی شخص سے میرے پاس اگر مجھے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شے میرے پاس موجود نہیں ہوتی ہے میں اس کے ہاتھ اسکو بیچ دیتا ہوں پہر بازار سے خرید کر کے دیتا ہوں فرمایا لا تبع ما ليس عندك اخرجہ احمد و اهل السنن و صحیہ الترمذی وابن ماجہ مراد وہ چیز ہے جو اسکے ملک و قدرت میں نہیں ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اس کے اذن کے فروخت کرتا ہے اسمین دہوکا ہے معلوم نہیں ہے کہ غیر اجازت دے گا یا نہیں یہ قول شافعی کا ہے ابو حنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لیکن خلاف ظاہر حدیث ہے یہ تفصیل حضرت نے نہیں فرمائی اہل علم کے نزدیک بیع قطوط کے جب تک نزدیک مکتوب الیہ کہنے پہنچیں اور وہ اذن کا مالک ہو کر فروخت نہ کرے تب تک جائز نہیں ہے مراد قط سے صک ہے و منہ قولہ تعالیٰ عجل لنا قطناً بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز ہے ابن عمر سے صحیحین میں آیا ہے ایک آدمی بیوع میں دہوکا کیا کرتا تھا لوگ اسکو سہل لیتے تھے حضرت نے اس سے فرمایا تو یوں کس دیا کر خلافت یعنی اگر اسمین کچھ فریب دغا بازی ہوگی تو یہ بیع قائم نہ ہوگی اس باب میں حدیثین آئی ہیں خلافت سے مراد خلافت ہے ظاہر یہ ہے کہ جس نے یہ بات کہی اسکو خیار حاصل ہے خواہ معنوں ہو یا نہوں خیار مجلس ثابت ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں حدیث حکیم بن حزام میں آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے بیعان یعنی بائع و مشتہی خیار رکستے ہیں جب تک کہ متفرق نہ ہوں رواہ الشیخان و فیہا محوہ من حدیث ابن عمر موطائین لفظ ابن عمر کا مرفوعاً یہ ہے ہر ایک دونوں متبائع سے خیار رکستے اپنے صاحب پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار فی الباب احادیث ایک جماعت صحابہ کا مذہب ثابت خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین بھی ایسی قائل ہے نقل ذلک عنہم الخ <sup>ابن عمر</sup> بلکہ ابن حزم نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ لا یرف لہم مخالف من التابعین الا النخعی و حماد حنفیہ والکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صفقہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار نہ رہا لیکن حق

## باب بیان میں برکاسب کے

سبحانہ ان برکاسب کے ایک رب یعنی سود خوار سی ہے قال تعالیٰ احل الله البيع وحرم الربا وقال تعالیٰ وحرر واما ليعق من الربا ان كنتم مومنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ رب اکبیرہ ہے اور عقد رب باطل اور بجز رد اس المال کے کچھ واجب نہیں آتا ہے اور ننگ دست کو اسودگی تک مہلت دینا چاہئے

**مسئلہ** بچا سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے گہون کا گہون سے جو کاٹھ سے کبجور کا کبجور سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہاں جب یہ اجناس مختلف ہوں تو ہر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھوں ہاتھ ان چہ چیزوں کی تحکیم سے منصوص اعدایت صحیحہ ہے جب قدر حدیثین صحیحین وغیرہ کی اس بارہ میں آئی ہیں انہیں اس میں اشیا شمش گانہ کا ذکر ہے پس پس لکن حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ فقہاء نے لفظن کیا ہے کہ رباً محرم سوال ان چہ چیزوں کے اور اشیا میں بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم ان سے مستعدی ہو کر طرف ہر شے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ میں کہا ہے کہ ان چہ اشیا میں رباً ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے اس لئے کہ حدیث میں نص ہے اپنی رسے عامۃ علماء سودہ رباً کو ان چہ پر مقصور نہیں بتاتے ہیں بلکہ اثبات رباً کا وجود وصف پر کر کے یہ کہتے ہیں کہ یہ اوصاف جن اشیا میں ہونگے حکم رباً کا ان کی طرف مستعدی ہو گا رباً کو دراہم و دنانیر میں ایک وصف سے اور باقی چار اشیا میں دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہیں پہلوں میں وصف میں اختلاف ہے شافعی نے دراہم و دنانیر میں وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ و وزن کو علت ٹہراتے ہیں لوہے تانبے روئی میں جریان رباً کا بتاتے ہیں پہلے تو شافعی اشیا اربعہ میں اعتبار وصف طعم کا مع کیل وزن کے کرتے تھے یہی قول

سعید بن مسیب کا بھی تھا پھر قائل نہ رہے وصفِ طعم کے ہوئے اور ساری اشیاءِ مطعومہ میں  
جیسے میوے و پھل و ساگ و دوا وغیرہ میں انہیں رہا ثابت کی بدلیل حدیث الطعام بالطعام  
مثلاً مثل کیونکہ اس حدیث میں تعلیقِ حکم کی اسمِ طعام پر کی ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ  
ماخذ اشتقاقِ علتِ حکم ہے ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اشیاءِ اربعہ میں وصفِ کیل ہے یہاں تک کہ  
گج یعنی چنے و نورہ میں بھی رہا جاری ہوتی ہے **مسئلہ** الحاقِ غیر کا ساتھ ان کے مختلف  
فیہ ہے یعنی تحریمِ تفاضل و فساد میں باوجود اتفاقِ جنس کے اور نری تحریمِ فساد میں باوجود  
اختلافِ جنس و اتفاقِ علت کے حکم کیساں ہے یا نہیں ظاہر یہ کہتے ہیں ان کا غیر ساتھ ان کے  
ملحق نہیں ہوتا ہے بل السلام شرح بلوغ الامام میں اسکو ترجیح دیکر ایک رسالہ مستقلہ قول  
مجتہبی نام میں اس مسئلہ پر کلام کیا ہے جسکی تفصیل میں مسک الختام اور فرزند ارشد نے  
فتح الامام میں لکھی ہے باقی اہل علم مشترک العلیہ کو مامی بناتے ہیں اگرچہ تعیینِ علت میں اختلاف  
کیا ہے کیسے کہا ہے کہ اتفاقِ جنس و طعم کا ہے کیسے کہا ہے کہ اتفاقِ جنس و تقدیر کا  
ہے کیل و وزن اور قوت میں کیسے کہا اتفاقِ جنس و وجوبِ زکوٰۃ کا ہے کیسے کہا کہ فقط  
اعتبارِ جنس و تقدیر مذکور کا ہے اب جو شخص کہ قائل الحاق کا ہے اسکی دلیل حدیثِ حبادہ و  
اس ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے شئی موزون مثل بمثل ہے جبکہ ایک نوع ہوا ور شئی دیکھیں  
اسی طرح ہے ہاں جب دونوں نوع مختلف ہوں تو ہرچہ پر نہیں ہے آخر جیلہ الدار قطعی والذکر  
حافظ ابن حجر نے کتاب التخصیص میں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن وہ سہر تکلم نہیں کیا  
اسکی سند میں ربیع بن صبیح ہے ابو زرہ نے اسکی توثیق کی ہے اور ایک جماعت نے  
تضعیف یہ حدیث جس طرح کہ دلیل ہے الحاقِ غیر ستہ پر ساتھ اشیاءِ ستہ کے اسی طرح  
دلیل ہے اس بات پر کہ علتِ حکم کی اتفاقِ کیل و وزن کا ہے ہر اہل اتحاد جنس کے دوسری حد  
جو دلیل ہے ثبوت رہا پر غیر ان اجناس میں حدیث ابن عمر ہے صحیحین میں کہ نہی فرمائی ہے  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرخت کرے کوئی شخص پہل اپنے باغ کا

اگر نخل ہے کبھو خشک سے ماپ کر اور اگر انگور ہے تو زربیب سے ماپ کر اور اگر گھیتی ہے تو طعم  
 سے ماپ کر اس سب سے منع فرمایا ہے مسلم کا لفظ یہ ہے ہر شے سے جسکا تخمینہ کیا جائے سو یہ  
 حدیث وال ہے ثبوت رہا پر انگور و زربیب میں اور روایت مسلم عام تر ہے اس سے عیسوی  
 دلیل الحاق پر حدیث سعید بن المسیب ہے سو طعمی مالک میں مرفوعاً آیا ہے کہ نبی فرمائی  
 ہے حضرت نے بیع لحم سے ساتھ حیوان کے اسکو شافعی و ابو داؤد نے مراسیل میں ذکر  
 کیا ہے دارقطنی نے موصول کر کے تضعیف وصل کی اور تصویب ارسال کی ہے ابن عباس  
 بھی انہیں کے تابع ہیں اس حدیث کا ایک شاہد ابن عمر سے نزدیک بزار کے آیا ہے اسکے  
 سند میں ثابت بن زہیر ضعیف ہے یہ حدیث بطریق نافع بھی آئی ہے مگر ابواسنیہ بن علی اوسلی  
 سند میں ضعیف ہے ہاں ایک شاہد اس حدیث کا اقویٰ تراس سے بروایت حسن عن سمرہ نزدیک  
 حاکم و بیہقی وابن خرمیہ کے آیا ہے اور جو حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حمزہ کے نزدیک  
 ترمذی کی بمقدورہ رخصت عرایا آئی ہے اوسمیں یوں ہے کہ نبی فرمائی ہے بیچنے سے انگور  
 کے جو وزن زربیب کے اور ہر شے سے جسکا خاص یعنی اندازہ نظر سے کیا جائے **ف** دلیل اس بات  
 پر کہ معتبر اتفاق وزن کا ہے حدیث ابوسعید ہے اس لفظ سے کہ مست فروخت کرو تم سونے کو  
 سونے سے اور نہ چاندی کو چاندی سے مگر جبکہ وزن برابر وزن کے اور ایک مثل دوسرے کے  
 سوا **ابو داؤد** و **احمد** و **مسلم** و **ابو ہریرہ** کا لفظ یہ ہے سونا عوض سونے کے ہے وزن  
 برابر وزن کے مثل برابر مثل کے چاندی عوض چاندی کے ہے وزن بوزن مثل بے مثل  
**ابو داؤد** و **مسلم** و **النسائی** و **فتح** کہ ابن عبید کا لفظ مرفوع یہ ہے مست بھی تم سونا عوض  
 سونے کے مگر وزن بوزن **ف** اعتبار کیل میں حدیث مقدم ابن عمر ہے جس میں یوں  
 آیا ہے کہ اگر انگور ہو تو اسکو زربیب سے ماپ کر بیچے اسی طرح بیع صبرہ طعام سے جس کا  
 ماپ معلوم نہیں ہے منع کیا ہے ہاں وقت اختلاف اجناس کے تفاضل یعنی زیادتی جائز  
 ہے جب کہ دست بندست ہو بخاری میں عبادہ بن صامت سے مرفوعاً آیا ہے کہ زربیب

سیم سیم گندم گندم جو جو تیر تیر شک بنک مثل مثل سوا و سوا درست بدست ہوتا ہے پھر  
 جب یہ اوصاف مختلف ہوں تو جو جو تم جس طرح چاہو جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو اس باب میں  
 اور یہی حدیثیں آئی ہیں **ف** جنس کا جنس سے بچنا یا وجود معلوم ہونے لگا دہی کے  
 جائز نہیں ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مثلاً مثل سوا و سوا و زنا بوزن  
 یہ دلیل ہے اس بات پر کہ فروخت کرنا کسی شے کا اوسکی جنس کے ساتھ جائز نہیں ہے مگر  
 جبکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ دونوں میں مماثلت و مساوات ہے دوسری دلیل اس پر حدیث  
 جابر ہے مرفوعاً منی فرمائی ہے بیع صبرہ تمر سے جبکہ کاکیل معلوم نہیں ہے ساتھ کیل  
 کے تمر سے اخرجہ مسلمہ وغیرہ یعنی کھجور کی تو پھر کو بے ما پے بچنا ممنوع ہے یہ دلیل ہے  
 اس بات پر کہ بیع اوسکی جائز نہیں مگر بعد علم کے پھر اگر احد المثلین کے ساتھ کوئی اور شے  
 ہو تو اوسکو کچھ تاثیر اس بارہ میں ہونگی فضالہ بن عبید کہتے ہیں دن خیر کے بیٹے ایک  
 نکلا وہ بیٹی لگو بند بارہ دینار کو خرید کیا اوسمیں سونا اور دانی تھی بیٹے اوسکو الگ الگ کیا  
 تو بارہ دینار سے زیادہ کا مال نکلا یہ ذکر بیٹے حضرت سے کیا فرمایا فروخت نکلیا جائے یہاں تک کہ  
 جدا کر لیا جائے ایک جماعت سلف کا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب و شافعی و احمد و اسحق و اسکے  
 قائل ہیں ایک جماعت و حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمراہ مصاحبت شے آخر کے تفاضل جائز ہوتا ہے  
 جبکہ وہ زیادت مساوی مقابل کے ہو **ف** میوہ تر کا میوہ خشک سے بچنا درست نہیں ہے  
 بدلیل حدیث متقدم ابن عمر میں منی فرمائی ہے بیع ثمرا لوط سے اگر نخل ہے ساتھ تمر کے کیلا اور  
 اگر انگوڑے ساتھ زبیب کے کیلا اسی طرح بدلیل حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حمزہ  
 جو اوپر گزر چکی ہیں ایک شخص نے پوچھا تھا کیا ہم تمر سے رطب خرید کرین بیٹے خشک پھل و دیگر  
 مہل لین سونے کما میں نے سنا حضرت کو فرماتے تھے کیا کم ہو جاتا ہے میوہ تر خشک ہو جائے  
 کہا ہاں فرمایا اس طرح مرید کر و شافعی اسی پر ہیں یہ حدیث اصل ہے عدم جو انبیع شے  
 معلوم ہیں ساتھ اوسکی جنس کے جبکہ ایک رطب یعنی تر اور دوسری یا لیس یعنی خشک



جیسے فروخت کرنا رطب کا ترسے اور عناب کا زبیب سے اور بھینا گوشت تازہ کا قدیم یعنی  
 گوشت خشک سے اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں مالک و شافعی و صاحبین اسی طریقے کے  
 ہیں تنہا امام ابوحنیفہ قائل اسکے جواز کے ہیں یہ قول اول کا قیاس ہے ابن القیم نے فساد  
 اس قیاس کا ثابت کیا ہے کیونکہ نص کے مقابلہ میں قیاس مقبول نہیں ہو سکتا **ف**  
 بیع سے اہل عراق استثنیٰ ہیں یہ استثناء حدیث زید بن ثابت میں نزدیک بخاری وغیرہ کے  
 ثابت ہوا ہے زید کہتے ہیں رخصت دی ہے حضرت نے بیع عراق میں کہ اندازہ کیل کا کہ  
 فروخت کیا جائے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عریضہ میں کہ لین اوس کو  
 گہروالے اندازہ سے خرید کر اور کمائیں اوسکو تروتازہ جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ  
 اذن دیا عراق میں اس بات کا کہ فروخت کریں بعد اندازہ کہ نیلے ایک وسق دو وسق  
 تین وسق چار وسق اس باب میں اور صدیقین بھی آئی ہیں مطلب یہ ہے کہ فقر کو  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجازت دی تھی کہ تم خشک کھجور دیکر مطابق اندازہ  
 کے تم کھجور جو درخت پر لگی ہے لیکر کھاؤ یہ اسلئے کہ اُنکے پاس کوئی باغ و درخت نہ تھا  
 جمہور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی بر خلاف اُنکے ہے احادیث اوسپر راوی ہیں **ف**  
 زواج میں آیات رہا کی تفسیر اور صورتوں کو مفصل یا پنج ورق تک لکھا ہے اور کہا ہے  
 کہ یہ باتین طرح ہوتی ہے ایک رہا بفضل یعنی بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوضین متفقہ  
 کے آخر پر دوسری رہا بدیع یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قبض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق  
 مجلس یا تنہا یہ سے بشرط اتحاد علت ہر دو جیسے کہ دونوں مطعم ہوں یا دونوں نقد ہوں  
 گو جنس مختلف ہو تب بھی رہا النساء یعنی بیع کرنا دو مطعم یا دو نقد متفقہ الحنفیہ بخلاف الحنفیہ  
 کا ایک مدت تک اگرچہ ایک ہے لفظ کیوں نہ گو دو دونوں برابر ہوں اور مجلس میں تقابل  
 جو اہل پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صلح گندم کو مکر ایک صلح گندم سے یا زیادہ اوس  
 فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پر بیع کرے خواہ تقابل میں

یا نکرے اور مدت ٹھیرے یا نہ ٹھیرے دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم زر سے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو سے یا اکثر سے یا درہم زر کو درہم سیم سے یا اکثر سے فروخت کرے لکن قبض کرنا ایک کا این دونوں میں سے مجلس سے متاخر ہو یا تاخیر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم مثلاً ایک صاع گندم سے یا ایک درہم سیم ایک درہم سیم سے فروخت کرے لکن ایک میں تاجیل ہو کو ایک ہی لحظہ کیون نہو اگرچہ تیسرا ہی ہوں یا مجلس میں تقابض واقع ہو متولی نے ایک قسم چارم اور زیادہ کی ہے اور کا نام ربا قرض ٹھیرا ہے لکن حقیقت میں وہ راجع طرف ربا فضل کے معنی ہے اس لئے کہ او میں کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقرر کو نفع حاصل ہوتا ہے گویا اس نے اس شے کو قرض بمثل دیا ہے اور یہ نفع او سپر زیادہ ہے سو یہ چاروں اقسام ربا کے بنص آیات و احادیث و اجماع حرام ہیں ہر قسم کو ایک انواع میں سے وہ وعید شریعہ شامل ہے جو مطلقاً حق رہا میں آئی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع او سکے مقبول ہیں اور بعض تعبدی جاہلیت میں جو ربا مشہور تھی وہ یہی رہا نہ تھی انتہی حاصل یہ قول بعض اہل علم کا کہ ربا دار الحرمین لینا جائز ہے مردود ہے احادیث صحیحہ سے کیونکہ وعیدات ربا کی مطلقاً آئی ہیں مقید ساتھ کسی قید کے نہیں ہیں اور علت و حرمت کسی شے کی حکم شارع سے ثابت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس مصادم نص کا ہوتا ہے وہ بالذات اہل علم فاسد ثابت ہے واللہ اعلم **ف** حیلہ نکالنا ربا و خیرہ میں حرام ہے یہی قول ہے امام مالک و امام احمد کا یہ اسکو گناہ کبیرہ کہتے ہیں شافعی و ابو حنیفہ کے نزدیک ربا میں حیلہ نکالنا جائز ہے لیکن شافعی کی وہی حدیث عامل خمیر کی ہے جس میں بیع تخریدی کی درہم سے پھر خرید کر تخرید کیے کا درہم سے آیا ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے بھی اسرائیل کو صید روز شنبہ سے منع فرمایا تھا و انہوں نے حیلہ نکال کر روزیک شنبہ صید کرنا شروع کیا اللہ نے انکو بندر سور کر دیا یہی حال ان لوگوں کا ہے جو واسطے ربا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہیں اللہ پر انکا حیلہ مخفی نہیں رہ سکتا ہے ابویوب سختیابی نے کہا ہے بخاد عون اللہ  
 کما یخاد عون آدمیا ولوا لوالہ امر عیاناً کان اھون علیھما انتھی ابن القیم نے اعلام میں  
 میں بحث تحمیل و محتالین کی خوب ہے کشف و تفصیل سے لکھی ہے کہ بعد اسکے کوئی شبہ درست  
 تحمیل میں باقی نہیں رہتا ولید الاحمد فروخت کرنا گوشت کا عوض جائز رکھے۔ زوج ہے  
 حدیث سعید بن مسیب میں آیا ہے عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے جواب میں  
 کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بوجھن ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تھے ابوالزناد نے کہا  
 ہے جتنے اہل علم ہائے سب کو اس بیع سے منع کرنا لادیکما خواہ یہ بیع اس کے جنس سے کرے  
 یا غیر جنس سے اکل سے ہو یا غیر اکل سے شرح اسند میں کہا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین  
 کا مذہب تحریم ہے شافعی بھی اسی طرف گئے ہیں حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے لیکن عمل  
 صحابہ نے اسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہاں فروخت کرنا  
 ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اویسکی جنس کے ساتھ درست ہے حدیث جابر میں آیا  
 ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عوض دو غلام کے رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ  
 الترمذی التی التی کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المؤمنین کو عوض سات سر کے  
 و حلیہ کلبی سے اخرجہ مسلم حدیث طویل ابن عمر میں خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے  
 بوجھن دو دین تین قلائص صدقہ کے آیا ہے اخرجہ احمد و ابوداؤد اسکی سند میں  
 محمد بن اسحق ہے وہیہ مقلد لکن فتح الباری میں اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث  
 حسن میں نہی آئی ہے بیع حیوان بھجوان سے بطور سیہ رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ  
 الترمذی و ابن الجارود لیکن یہ حدیث بروایت حسن من سمرہ ہے اور حسن نے سمرہ سے  
 سماعت نہیں کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد یہ ہے دونوں طرف سے سو یہ بیع کافی بکالی سیر  
 نہ ایک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا میں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ نے اپنا اونٹ عقیقہ نام عوض میں  
 اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تھا اور ابن عمر نے ایک راحلہ عوض جاراؤنٹ کے

صناعت پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ میں وہ چاروں اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا تھا  
 کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک ٹیٹ پر بیچا کیسا ہے کہا لا باس ہے شافعی نے کہا یہ بیع  
 جائز ہے خواہ دونوں ایک جنس ہوں یا مختلف پہر ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم خواہ ایک کو  
 ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دوسے ابو حنیفہ کہتے ہیں یہ بیع جائز نہیں ہے اور بیع  
 حیوان بحیوان بطور سیئہ مختلف فیہ ہے **ف** بیع عینہ جائز نہیں ہے عینہ بکسر عین یہ بیع  
 یون ہوتی ہے کہ تاجر اپنا مال قیمت کر کے ایک مدت تک فروخت کر دے پہر اوس مال کو  
 کم قیمت پر مشتری سے خرید لے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے جب لوگ نخل کرینگے دسم  
 دینار میں اور لین دین کرینگے ساتہ عینہ کے الخ تو نازل کر لگا اللہ اون پر بلا الحدیث الخ  
 احمد و ابو داؤد و الطبرانی وابن القطان حافظ ابن حجر نے کہا ہے اسکے رجال ثقات  
 ہیں دوسری دلیل اس پر روایت ابو اسحق سجعی کی ہے کہ ام ولد زید بن ارقم نے عائشہ  
 سے کہا تمنا کہ عینے ایک غلام ہاتھ زید بن ارقم کے آٹھ سو درہم پر او دہار فروخت کیا ہے پہر  
 اوسکو چھ سو درہم پر نقد خرید کر لیا ہے عائشہ نے کہا یہ تیر الین دین سمیت ہوا اوس کا  
 ہمارا ساتہ حضرت کے برابر گیا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اخراجہ الدار قطنی کنن شافعی بن  
 اکثر نے اسکی تصنیف کی ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا مذہب عدم جواز بیع عینہ ہے شافعی  
 و شافعیہ قائل بخوار کے ہیں بیعتی نے اپنے سنن میں دربارہ منی بیع عینہ ایک باب منعقد  
 کیا ہے **ف** غرض کرنا یعنی دھوکا دینا بیع وغیرہ میں جیسے تصریہ گناہ کبیرہ ہے تصریہ کبیرہ  
 کہ دودہ جانور کا نہ دودہ ہے تاکہ زیادہ معلوم ہو اس بارہ میں اہادیث عامہ و خاصہ آئی ہیں  
 مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے من غشنا فلیس منا حضرت کا گزرا ایک  
 صبرة طعام پر ہوا یعنی غلہ کی ڈھیر پر اوس میں ہاتھ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسکو ادا پکیوں نہ کہا کہ  
 لوگ دیکھتے پہر حدیث مذکور فرمائی رواہ مسلم وابن ماجہ و الترمذی ابو ہریرہ نے  
 ناحیہ حرہ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ دودہ میں پانی ملا تا ہے یعنی واسطے فروخت کے کہا

نو کیا کیسا جبکہ قیامت کو تجھے کہا جائیگا کہ اس بانی کو وہ سے جدا کر دیا اے صبا کی بیٹی نے  
 کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تستولیوا اللین البیع تروا جرین غمش فی البیع کو سنبھال  
 کے گنا ہے اور بیان میں صور غمش کی بہت تطویل کی ہے غرض کہ جس بیع میں کوئی صورت غمش یا  
 غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز و حرام ہے **ف** اگر کوئی فروخت کرے کہ اس کی قیمت کتنا حرام  
 ہے اب وہ ہر یہ کالفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین آدمی ہیں جن کا میں خصم ہوں گا دن قیامت  
 کو اوّلین ایک وہ شخص ہے جسے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کمائی ہے  
 البحدیث رواہ البخاری وابن ماجہ زوجین اس کو سنبھالے کبار زنوب کے شمار کیا ہے یہ  
 طریقہ برہہ فروشی کا زمانہ جاہلیت میں تھا طحاوی نے کہا ہے کہ آزاد کو عوض قرض کے جو اسکے ذمہ پر  
 ہوتا تھا اول اسلام میں فروخت کر لیتے تھے جبکہ اسکے پاس کوئی مال نہ ہوتا اور سپر اللہ نے اس معاملہ  
 کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان ذو عسرۃ فظفرۃ الی مسیرۃ **ف** سنبھالے کا سب حرام کے ایک  
 کمانا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جن کا ذکر باب سابق میں گذر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکساب  
 محررہ کے سنبھالے کبار زنوب کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا  
 اموالکم بینکم بالباطل اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہ کیا ہے بعض  
 نے کہا رہا قمار یعنی جو غصب سرقت خیانت شہادت زور اخذ مال بسوگند و روع ہے ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد  
 عقود فاسدہ ہیں ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ  
 ہوگی انتہی یہ اسلئے کہ اکل بباطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم و ستم ہو جیسے غصب خیانت  
 سرقت یا بطریق نہر و لعب ہو جیسے ماخوذ بہ قمار و ملاہی یا بر وجہ کفر و ذلالت جیسے ماخوذ بوقعد فاسد  
 بعض اہل علم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو بھی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر نکالے  
 اس طرح کہ اس مال کو فعل حرم میں خرچ کرے یا غیر کا مال باطل طور پر برادر کر جائے جس طرح کہ  
 امثلہ مذکورہ ہیں **وقولہ تعالیٰ** الا ان تکون تجارۃ استثناء منقطع ہے اسلئے کہ تجارت

نفس باطل سے نہیں ہے کوئی سے بھی معنی اوس سے مراد کیوں نہیں اور تاویل اوسکی  
 ساتھ سبب کے تاکہ استثنا متصل ٹھہرے ملے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بقود معاوضات  
 ہوتی ہے لیکن الحاق قرض و مہبہ و نحوہا کا ساتھ اوسکے اور دلیلوں سے ہے مراد اس لفظ سے  
 عن تراویح منکر طبیب نفس پر وجہ شروع ہے تخصیص ذکر اہل کی آیت شریفین میں کچھ بطور تفسیر کے  
 نہیں ہے بلکہ اس سے ہے کہ اہل اغلب وجوہ انتفاعات ہوتا ہے جس طرح کہ کریمہ ان الذین یا کلون  
 اموال الیساھی ظلمنا انھما یا کلون فی بطونہم نار میں کہا گیا ہے اول اس بحث کے اور تفسیر  
 وار وہ اس بارہ میں سنت مطہرہ سے بہت کچھ فی ہین نکر بعض اہل کا مقدمہ رسالہ ہمایوں میں لکھا ہے  
 طبرانی کا لفظ باسناد حسن یہ ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلمہ دوسرا لفظ طبرانی تو  
 کامرغیہ ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرا لفظ طبرانی کا یہ ہے خوشی ہو اور شخص  
 کو جس کا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر اور سکا لوگوں سے  
 الگ ہے چوتھا لفظ طبرانی کا یوں ہے اسی سعد پاک کر تو طعم اپنے کو یعنی طلال طعام کہا یا کہ  
 ہو جائیگا تو مستجاب الدعوتہ قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتھ میں ہے جان محمد صلعم کی بندہ  
 و اتنا ہے لقمہ حرام اپنے پیٹ میں قبول نہیں کیا جاتا عمل اوسکا چالیس دن تک اور جس بندہ  
 کا گوشت حرام سے اڑگا ہے ناروا لہی تر ہے ساتھ اوسکے **ف** بیہقی کا لفظ یہ ہے جسے خیر  
 کیا مال حر پر ہے کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوادہ عار و گناہ دزدی میں حافظ ہند  
 نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد میں احتمال تحمیں کا ہے اور شبہ یہ ہے کہ موقوف ہو احمد کا  
 بسند جدید یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہو اگر کوئی شخص تم میں کا ایک سنی لیکر  
 طرف ہمارے جا کر لکڑی کا ٹہرے اور اس لکڑی کو اپنی پیٹھ پر لا کر لائے اور بیچ کر کھائے یہ بہتر ہے  
 اس سے کہ اپنے منہ میں لقمہ حرام رکھے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یوں ہے اللہ نے تقسیم کیا ہے  
 درمیان ہمارے اخلاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے ہمارے بیچ میں ارباق کو اور شیخ اللہ  
 عیتا ہے دینا اوسکو جسکو محبوب رکھتا ہے اور محبوب نہیں رکھتا اور

منین و تیارین مگر اوسی شخص کو جسکو محبوب کرتا ہے الحدیث بطولہ یہی فی کالفظیہ ہے دنیا میں  
 اویسی ہے جسے کما یا اور میں مال حلال اور صرف کیا اور کمال حق میں تو ان لگا لگا اور کوا و فرار لگا اور کوا جنت میں  
 اور جسے کما یا مال غیر حلال اور خرچ کیا اور کوا غیر حق میں وار ذکر لگا اور کوا اللہ گریہ میں خوارسی کے بہت  
 سے لوگ کہنے والے ہیں مال میں اللہ و رسول کے اونکے لئے آگ سے دن قیامت کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے  
 کما خبت زردناہم سعید ابن حیان کالفظیہ ہے لایدخل الجنة لحم و دھنبتا من سمحت  
 والناسرا و لای بہ ترفی کالفظیہ ہے لایر لحم ثبت من سمحت الا کانت النار و لای بہ سمحت کتے  
 میں حرام مال کو یا رکاسب غیبیہ کو دوسرا لفظ لبند حسن یون ہے لایدخل الجنة جسد غنی بھرام  
**ف** نواجر میں اکل مال بباطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ ہے یہ صراحت  
 ظاہر ہے اسلئے کہ یہ باب اکل مال و دھن بباطل سے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ داخل میں اس باب میں  
 مکاس نمازین سارق بطاطا اکل رہا موکل رہا اکل مال شیم شاہد و راجد عاریت اکل رشوت نقض کمال  
 و وزن فروشنہ شے عیب دار بلا اظہار عیب مقام سحر ہنجم مقصور زانیہ نامح دلال جبکہ وہ اپنی اجرت  
 بغیر اذن بائع کے لیلے اور خبر دینے والا مشتری کو ساتھ زائد کے اور جسے آراذ کو فروخت کر کے  
 اوسکی قیمت کما لی انتہی یہ قول مؤید ہے اوس بات کو جو زیر تفسیر آئے گزر چکا ہے کہ اکل بباطل  
 شامل ہے ان سب اشیاء کو اور اوسکو جو اس معنی میں ہو ہر شے سے اور بغیر وجہ شرعی کی گئی  
 ہو جیسے ہیک مانگ کر حدیث میں آیا ہوا لئے جائینگے دن قیامت کو کچھ لوگ اونکے ہر اہ حسنت ہونے  
 جیسے پہاڑ تماشہ کے جب وہ آویگے تو اللہ اونکے حسنت کو ہمار مشور کو لگا اور کوا آگ میں پسکد لگا  
 کما ای رسول خدا یہ کیونکہ ہوگا فرمایا وہ لوگ نماز پڑھے روزہ رکعتے نکوۃ دیتے حج کرتے تھے  
 اتنی بات متی کہ جب کوئی شے حرام سامنے اونکے آتی تو اذ سکولے لیتے اللہ نے اونکے اعمال  
 ضبط کر دیئے انتہی و نواجر میں اس حدیث کی تخریج منین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر  
 کہ مال حرام کدانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ میں ساری نیکیاں عبادات سفر و ضحہ کی جنگلوں  
 حرام خوار سے کیا ہے برباد ہو جاتے ہیں وہ جہنم میں پسکد دیا جاتا ہے عیاذ باللہ حکایت

**حکایت** ایک شخص نے بعض صدا کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا  
 اچھا کیا لیکن میں جنت سے محبوس ہوں عوص ایک سوئی کے جو میں عاریت لی تھی پھر واپس نہ کی  
 سفیان ثوری کہتے ہیں جسے خرچ کیا مال حرام طاعت میں وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے  
 پاک کیا کپڑے کو بول سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر حلال کو دوسرے وقوع کے حرام میں چوڑے  
 تھے وہب بن درویش نے تو اگر ستون کی طرح قیام کرے تو کچھ نفع نہ ہوگا جب تک کہ تو  
 نہ کیے کہ تیرے پیٹ میں کیا جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر  
 ہر دن یا ہر رات یلکا تا ہے کہ جسے حرام کیا قبول نہیں ہوتا اوس سے صرف اور نہ عدل لینے  
 عبادت فرض و نقل ابن المبارک کہتے ہیں میں اگر ایک درہم شبہ کا واپس کر دوں تو یہ دوست  
 ہے مجھ کو اس بات سے کہ میں صدقہ دون تین لاکھ درہم دوسری حدیث میں آیا ہے جسے حج  
 کیا مال حرام سے اور لیک کہا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **کَلَيْكُ وَكَاسَعَدِيكَ وَحَجَلَعَدُوْكَ**  
 علیک ابن اسباط کہتے ہیں جو ان آدمی حب عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے احوال سے  
 کہتا ہے دیکھو اسکا کمان کمان سے ہے اگر اسکا مطعم طعام سو ہوتا ہے تو کہتا ہے چوڑو اسکو  
 شکار کے قبی میں مبتلا ہے کوشش میں پڑا رہے وہ خود ٹکوکا فی ہو گیا یعنی یہ عبادت و مجد  
 اسکا ہر اہل حرام کے غیر نافع ہے قال تعالیٰ **عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ** یعنی محنت کرتے تھکتے ہیں  
 ابراہیم ابن ادہم کہتے ہیں تو اپنا مطعم پاک کر لینے طعام حلال مرق طیب کہا تجھ پر کچھ اللہ  
 نہیں ہے کہ تو رات کو قیام نہ کرے دن کو روزہ نہ کرے بخاری و نسائی میں مرفوعاً آیا ہے **لِلْحَلَالِ**  
**بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ شَبَهَةٌ** فمن ترك ما يشبه عليه من الاثم كان له ما  
**استبان اترك ومن احتراز على ما يشك فيه من الاثم اوشك ان يواقم ما استبان**  
**والما صامى** حمى الله ومن يترحم حول الحمى يوشك ان يواقع به حدیث دلیل ہے احتراز پر  
 مال شکیہ سے جبکہ مال حرام ہونا معلوم نہیں ہے چہ جامی اوس مال کے جبکہ حرام ہونا یقینی  
 قطعی ہے جیسے مسئلہ مذکورہ وجہ مزید استحقاق ناس کے واسطے حرام غوار کے یہی ہے کہ اموال



غالباً مستحق بحقوق خلق اللہ وعباد اللہ ہوتے ہیں سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب میں  
 وخیل میں بہ نسبت حقوق خدا کے **ف** سبجہ کا سبب محرمہ کے ایک اتفاق صلح بخلت  
 کا ذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ میں وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کہے آئے ہیں  
 جو جوٹی قسم کہا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب واجر نے سبجہ کہا ہر ذنوب کے گناہ  
 بلکہ حلف پر کچھ موقوف نہیں ہے مطلق دروغ گوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنا بھی  
 حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہایا ہے حلف تو کا  
 ہوا یہ کذب سبب ہوا محو برکت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت میں ٹھیرا یہ ادبیات ہے  
 کہ یون کہے کہ میں اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہوں لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ میں اسکو دس درہم پہل لیا  
 حالانکہ نو یا اس سے بھی کم قیمت پر خریدتا ہے مگر جوٹ بول کر اور اس مقدار پر نفع بانڈ کرنا  
 ہے کہ یہ علاوہ مصیبت وروغ کے ایک طرح کی خدایت بھی ہے ساتھ مشتری کے واللہ اعلم  
 حدیث میں آیا ہے اہل نار یا پنج آدمی ہیں اونہیں سے ایک وہ شخص بھی بتایا جو تھکاوٹ  
 و شام تیرے اہل و مال میں فریب دیتا ہے دوسری حدیث میں ہے المومن غر کریم و القاسم  
 خب لشیعہ یعنی ایماندار آدمی فریب کہا جاتا ہے بزرگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے  
 نالائق نابکار ہوتا ہے **ف** سبجہ کا سبب محرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع  
 میں کمی کر کے کمایا جاتا ہے **قال تعالیٰ** ویل للطفیقین یعنی خرابی ہے اون لوگوں کی  
 جو ٹہراتے ہیں اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کر کے اسیلے بعد اسکے یون فرمایا ہے  
 الذین اذاکم التوا علی الناس یستوفون واذاکم الوھم ووزن وھم یخسر وین یعنی جب  
 لوگوں سے خرید کریں تو بھر پور لیوین اور جب اونکو ماپ یا تول کر کے دیوین تو کم کر دین پھر  
 فرمایا لا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم لیوم یقوم الناس لرب العالمین یہ وعید  
 شدید ہے حق میں مطفیقین کے سڈی لئے کہا حضرت مدینہ میں آئے ابو جہینہ نام ایک شخص  
 تاد و مکیل کہتا تھا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا او سپر یہ آیت اوتری ترجمی لئے کہا

حضرت نے اصحاب کیل و وزن کو فرمایا تم اسی امر کے الی ہوئے جو حسین اگلی استین پہلے  
تسے ہلاک ہو چکے ہیں حدیث ابن عباس میں نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہیں کرتی  
کوئی قوم باپ تول کو لکن کہ دیتا ہے اللہ اوشے رزق کو زواج میں اس شخص کیل و وزن  
و ذراع کو کبائر ذنوب میں گناہ اسلئے کہ باب اکل مال مردم باطل سے ہے **ف** بجمہل مکاسب  
محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم و فاکسی سے لیکر کما جانا اور اسکو تلف کر دینا زواج  
میں اسکو گناہ کبیرہ گناہ ہے بخاری وغیرہ میں مرفوعاً آیا ہے جسے لیا مال لوگون کا بارادہ اٹل  
تو تلف کر دیگا اللہ اسکو طہرائی کا لفظ یہ ہے جسے قرض لیا اور اسکی نیت یہ ہے کہ ادا کرے گا  
پھر مر گیا تو اللہ عزوجل دن قیامت کو اس سے کہے گا تو نے گمان کیا کہ میں اپنے بندہ کا حق  
نہ لوں گا پھر اللہ اسکے حسنات لیکر اس دوسرے کو دیدیگا اگر حسنات نہ ہونگے تو اسکی سیئات اور  
گلے باندھے جاویں گے ابن ماجہ و بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ وہ اللہ سے سارق کی طرح ملیگا طبرانی کا لفظ یہ  
جسے خریدی کی کوئی شے اس نیت سے کہ اسکے دام نہ لیا تو وہ عائن مر لیا اور عائن نار میں جا لیا  
**ف** اس باب میں جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق  
میں وعیدات شدیدات آئی ہیں زواج میں ہر ایک کے لئے انہیں سے ایک باب جدا گانہ  
سنگتد کیا ہے خلاصہ اذکا پنے رسالہ قواعد البشر میں لکھا ہے حاجت ذکر کی اس جگہ نہیں ہے  
ان وجوہ مکاسب سے جس کسی وجہ پر آدمی مال کما دیگا وہ مال اور مکاترم ہوگا خواہ آپ  
کمائے یا اپنے اہل و عیال و اقارب کو کملائے خواہ کسی راہ خدا میں صرف کرے اسی طرح  
کما نا مال وقف یا نقطہ ناجائز یا مال وصیت یا ولایت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو  
بعوض رقص و سرود و سحر و جادو و غلوئی و وکالت ناجائز و اجارہ ظالمانہ کے حاصل ہوتا  
کہ یہ سب وجوہ حرام ہیں \*

## باب بیان میں مطاعم و اشتر مجرمہ کے

اصل ہر شے میں حلت ہوتی ہے حرام وہی شے ہے جسکو اللہ رسول نے حرام فرما دیا ہے اور جس

شے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے قال تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحي الی محرما علی  
 طاعمریطی الا ان یکون میتة اود ما مسوحا ولحم خنزیر فانه حرم بیان نکرہ  
 سیاق نفی میں آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی میں مروی ہے کہ حضرتؐ سے سوال  
 گئی وہ پیرو پوست کا کیا تھا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا ہے حرام وہ  
 ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو مکروہات  
 کر دی گئی ہے اخر جہ ابن ماجہ والترمذی اسکی سند میں سیف بن ہارون ضعیف ہے  
 ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یوں ہے جو کچھ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب میں وہ حلال ہے اور جو  
 حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اسکی  
 اللہ کسی شے کا بولنے والا نہیں ہے وضاکان ربک شیا اخر جہ البزار قال سندہ  
 صالح والحا کہ صحیحہ ابو ثعلبہ مرفوعاً کہتے ہیں اللہ نے فرائض فرض کئے ہیں تم انکو ضائع  
 نہ کرو حدود مقرر کئے ہیں تم انکو تجاوز نہ کرو کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے واسطے حرمت  
 کے شمارے لکھی بغیر نسیان کے تم انکو بھٹ نہ کرو اخر جہ الدارقطنی کتاب عزیزہ وسنت مطہرہ  
 بہت سے براہین اس اصل کے تفریر کرتے ہیں اسلئے توجہ اقتصاد کی رفعل میں اوسی پر  
 ہے جس میں کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے مجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان نکون  
 میتة الفم اسی طرح قوله تعالیٰ حرمت علیکم الميتة جس شے کو اللہ نے  
 کتاب اللہ میں حرام کیا ہے وہ حرام ہے قال تعالیٰ حرمت علیکم الميتة مراد میتہ  
 وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدم مراد دم سے خون رواں ہے حبلی تصریح دوسری آیت  
 میں آئی ہے مفسر قاضی ہے مبہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ مبہم اپنے  
 ابہام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے منقض ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت میں  
 نقیض مذکور پر اتفاق کیا ہے ولحم الخنزیر ہر شے غول کی حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص  
 بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے حبلی صورت پر ایک قوم مسخ ہو گئی تھی

نوع علیہ السلام اور جو انبیاء و رسل بعد اُنکے آئے وہ سب نوح کو حرام کہتے رہے اور حکم دیا کہ اوس سے  
 دور رہیں یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام سہی آسمان سے اتر کر قتل خنزیر کر نیلے و ما اهل الذلیلۃ  
 بد مراد اس سے ہر وہ حیوان ہے جس پر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر کا  
 لیا جاوے یا نہ لیا جائے و المنخنقة یعنی گلا گروٹا ہوا جو کہ اختناق کی وجہ سے مر گیا ہے الموتوقہ  
 یعنی چھیل اوج کسی لاشی یا پتھر وغیرہ سے مقتول ہوا ہے و المتوحدة یعنی وہ جو کسی اور بچی جگہ سے  
 بچے گر کر مر گیا ہے و النطیحة یعنی وہ جس کو کسی دوسرے جانور نے اپنی سینک سے نہ جمی کر کے  
 مار ڈالا ہے و ما اکل السبع یعنی وہ جو بچ رہا ہے کمانیہ و دندے کے اکا کا ذلیقہ یعنی جس کو  
 تھنہ فوج کر لیا ہے و ما ذبح علی النصب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر و ان تستقسموا  
 یا کاسر کلام اور یہ کہ ڈالو تم ہائے ذلک و فسق زواجر میں کہا ہے کہ تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ  
 پاک نے اس آیت میں رباحہ سے گیارہ نوع کو مستثنیٰ فرمایا ہے انکی تحریم موافق عقل کے  
 ہے مراد سے جو خود بخود مر گیا ہے و چیزیں مستثنیٰ ہیں ایک مچھلی دوسری ہڈی اسلئے کہ اس باب میں  
 دو مدینین صحیح آئی ہیں حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ذکوۃ جنین کی وہی ذکات اوسکی مان کی ہے سو  
 جب جنین مذکاۃ زندہ یا مردہ نکلیگا بحیات غیر مستقرہ تو وہ تبجیت اتم کی کے حلال ہوگا اگرچہ بڑا ہو  
 اور اوسکے بال سہی ہوں مرادیتہ سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہو گئی ہے لکن مذکاۃ شرعیہ  
 اسمین انواع آئندہ داخل ہیں جنین مذکور اس سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی غنطہ یا نقل سے  
 مر جائیگا جیسے سگ وغیرہ اور ہر وہ جانور جسکی حیات زائل ہو گئی ہے یہ ذکاۃ شرعیہ اگرچہ اسمین  
 روانی خون کی اور خود خون شوہاں وہ خون جو رگون اور گوشت میں لپٹتا ہوا رہ جاتا ہے وہ  
 سمان ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت میں آئی ہے اور تقید اطلاق آیت نہا کرتی  
 ہے خون خارج ہو چکا ہے پہلے اس خون سے جگر و طحال و حدیث صحیح مستثنیٰ ہیں حالانکہ قید مسفوح ہی  
 ان دونوں کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت استثناء کی ندین ہے بعض اہل علم نے جمہور سے نقل  
 کیا ہے کہ خون حرام ہے اگرچہ مسفوح یعنی روان نہواور قول ابو حنیفہ کو رد کیا ہے ساتھ حلت غیر

غیر مسفوح کی ولیس کے مائع خنزیر کی طبیعت اخلاق ذمیمہ پر ہوئی ہے جیسے حرص و غش  
 رغبت شدید منیات میں بے غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کھانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت  
 قبیح آدمی میں پیدا نہ ہو اسی لئے جو قوم اسکو کھاتی ہے اوس میں یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں بخلاف  
 گوشت کے کہ انکی ذات ان سب اخلاق ذمیمہ سے عاری ہے اس جگہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا  
 حالانکہ سارا خوک حرام ہے کیونکہ مقصود ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اوس میں  
 خلاف نہیں ہے کہ سارا خنزیر محرم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی  
 یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواجر کہتے ہیں ہمارا مذہب  
 بھی یہی ہے بخلاف اوس شخص کے جسے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آبی  
 ہمارے نزدیک ماکول ہے ما اهل لغير الله به سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت  
 کے ذبح کیا گیا ہے اہلال کہتے ہیں رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزى  
 کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت میں معنی ما اهل لغير الله به کے یہ ہوئے  
 ما خرج للطوافیت وکذا تمام یہی قول ہے ایک جماعت کا دوسروں نے کہا ہے مراد  
 ما ذکر علیہ غیر اسم الله ہے فقہ رازی کہتے ہیں یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی  
 مطابق لفظ آیت ہے علمائے کما ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے  
 ذبح سے تقرب الی غیرتد ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ہاں ذباح اہل کتاب  
 حلال ہیں بدلیل قولہ تعالیٰ و طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم لکن اگر اہل کتاب  
 باسم سیمہ ذبح کریں گے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمۃ اربعہ وغیرہم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے  
 کہا کہ مطلقاً ذبیحہ اول کا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اهل لغير الله به خاص ہی خاص  
 عام پر مقدم ہوتا ہے حکایت ابن عطیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ کہنے ایک  
 عالم سے ہستق کیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعب کے خر  
 کیا ہے اوس مفتی نے فتویٰ دیا کہ اوسکا کھانا حلال نہیں ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

ذبح کیا گیا ہے غنیمت میں گنتا ہوں اکثر مفسرین نے تفسیر لفظ ما اہل بدہ میں قید ذبح کی لگا  
 ہے اسلئے کہ مشرکین عرب اہل جاہلیت ذبح حیوانات واسطے اصنام کے کرتے تھے اور وقت  
 ذبح کے اوزکا نام لیتے تھے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی لیکن بطریق اطلاق تاکہ شامل ذبايح مذکورہ  
 وغیرہ مذکورہ دونوں رہے اور جس ذبیحہ پر نام غیر اللہ کا پکارا جائے اوسکا بھی یہی حکم ہو  
 خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر اللہ کا لے یا نہ لے میل فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے  
 کیونکہ اوسنوں نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت ذبح کے قید نہیں لگائی ہے  
 اس سے معلوم ہوا کہ جس گاؤ کو شکر اسید احمد کبیر کی ٹھیرا کر اوسکے نام سے اوسکو پکاریں یا  
 بکر اشیش سدوکا یا مرغارین خان کا اوس سب کا حرمت میں وہی حکم ہے جو ماذبح علی اسم  
 الصفر کا حکم ہے ولذا صاحب زواجر نے آیت شریف کے یہ معنی کہ یہین ماذبح للطوق  
 والا صنام طواغیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہ میں ہو اصنام سے مراد خاص بت میں  
 اس مسئلہ کی تحقیق شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی میں اور میں نے  
 تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعاۃ الایمان میں لکھی ہے یہ جگہ لائق اوس تفصیل مطول کے  
 نہیں ہے اسی دعا پر حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان  
 یا شیطان یا المولعب صبیان یا نسوان میں ذبح کیا جاتا ہے اوسکا کھانا حرام ہوتا ہے زوجہ  
 میں کھاتے منخفہ وہ ہے جو خنق سے مر جائے فعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اوسکا گٹ کر  
 نکال جائے اہل جاہلیت حیوان کا گلہ گوسٹے تھے جب وہ مرجاتا تب اوسکو کھاتے موقوفہ  
 وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی شے کی یہاں تک کہ وہ سست ہو کر مر گیا سمجھا اسکے مقتول بہ بندہ ہے  
 اوسکو حکم میتہ و منخفہ کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مر گیا ہے متردیہ وہ ہے جو کسی  
 بلند جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پر گر کر یا کنوئے میں ساقط ہو کر مر گیا ہے اوسکا  
 کھانا بھی حرام ہے اگرچہ اوسکو تیر لگا ہو کیونکہ اول ولہ میں اوس متحدہ سے رضی ہو کر نہاوسکی  
 حیات ناکل ہوئی تھی اور نہ اوسکے سبب سے خون اوسکا بہا تھا اور دوسری دفعہ میں متحدہ

غیر محدود شریک ہو گیا اوس غیر کی شرکت نے اثر حرمت کا بخشا کیونکہ شرط صحت کی ازالہ حیات کا حکم  
نہی متحد و جارج سے نطیم وہ ہے جسکو دوسرے جالور نے اپنی سینگوں سے ہلاک کیا ہے وہ  
حکم مینہ میں ہے اسلئے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات میں حرف ہا اس وجہ سے داخل  
ہوا ہے کہ یہ اوصاف ہیں گو سفند کے تخصیص اسکے ذکر کی یوں ہے کہ اعم ماکولات یہی بکریاں  
ہیں اور خروج کلام کا اعم غلب پر ہوتا ہے اور مراد اوس سے کل ہے ہاں حق نطیم یہ تاکہ  
اوس پر حرف ہا داخل نہوتا اسلئے کہ فعیل میں مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے لیکن جب کہ نطیم جاری  
بحری اسکا وٹھیر اتو قیاس فعیل سے باہر نکل گیا مراد ماکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت  
جب دیکھتے کہ درندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھ اوس میں سے کھا لیا ہے تو باقی ساقی خود  
کھا لیتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید ترکیب سے معلوم ہوا کہ منخفۃ وابعدا میں جو زندہ  
ہاتھ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصب سے مراد وہ پتھر ہیں جن پر اہل جاہلیت  
ذبح کرتے تھے یا مراد نصب اصنام ہیں اونکو واسطے پوجا کے کٹر کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا  
باعقباتہ تعظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریج نے کہا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو سات پتھر کڑے تھے  
جنکو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور انکے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھ اصنام  
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہیں جو مصور و منقوش ہوں وہ لوگ اون پتروں کو خون ذبايح  
سے لٹھیرتے اور اونپر گوشت رکھتے تھے مسلمانوں نے کہا ای رسول اللہ اہل جاہلیت تعظیم  
اس گمر کی خون سے کرتے تھے ہم حق تر ہیں ساتھ اسکے کہ تعظیم بیت کی کریم حضرت  
خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری لن یتال الله لحو مھا وکذا مھا استقسام باللہ  
سے اسلئے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونہیں جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پاس  
سادن کعبہ یعنی خادم و پوجا رہی کے آنا اوسکے پاس سات قدح برابر کے رہتے تھے ایک  
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لاتیس ہرے پر منکم چوتھے پر من غیر کم یعنی ترویج پانچویں پر ملصق  
یعنی تسبیح چھٹے پر عقل یعنی دین ساتویں پر لاشے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اعتقاد

ہونا نسب یا تحمل دیت میں تو پاس مہل کے کہ سب میں پڑا صتم تھا ستودہم اور شتر لیکر نزدیک  
 صاحب اقتراح کے آتے تاکہ وہ اوس مراد کو حل کر دے اور کہتے یا القنا اننا امر دنا کذا او کذا آپ  
 جو کچھ اون پالشیوں میں نکلتا ولید کرتے اللہ نے اس کام سے نہی کی اور اس رزق کو حرام کہا اور  
 فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قبح بازی کا ہمراہ ان مطاعم کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ مطاعم  
 سہی ہمراہ اسکے پاس بیت کے لائے جاتے تھے قطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے  
 ہوا کہ اوس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے ضمیر ذکر فسق کی سب کی طرف راجع ہے جس طرح  
 بہت سے ائمہ شافعیہ نے اسکی تصریح کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع بہ مقل ہے  
 ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ میں مقرر ہے وہ قاضی بجمع منہی طرف کل کے ہے اسلئے  
 کوئی وجہ تخصیص بالبعض کی بائی نہیں جاتی لکن علماء نے تصریح نوکی نہیں کی ہر مگر قیام قلیل کا اوپر  
 معلوم ہے اہل نجاست غیر معفو عنہا کا ملحق کرنا ساتھ خون کے چاہئے جبکہ براہ تقدی ہو فضل اہل علم  
 نے اسکی تصریح سہی کی ہے انتہی کلام الا و ارجو تناول شے نجس و مستقدر و مضر کا حرام ہے  
 بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینوں کبار میں نجاست کا قیاس میت پر ہے اسلئے کہ حرمت میت  
 کی بوجہ ضرر کے نہیں ہے بلکہ سبب نجاست کے ہے کما صرحوا بہ سوچئے جو نجاست مراد حرام ٹھیرا  
 اور اللہ پاک نے اوس کا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفو عنہا ملحق بہ مراد ٹھیرگی اس بنیاد  
 پر اہل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستقدر وہ چیز ہے جس سے جی گھن کرنا ہے جیسے آب مینی یا مینی  
 یا ندی سوا اوس کا کہنا بھی حرام ہے مضر شے کا حکم خود ظاہر ہے کیونکہ مضر چیز مفسد بدن یا عقل  
 کی ہوتی ہے یہ افساد انتم عظیم ہے کیونکہ جس طرح کہ غیر کو ضرر دینا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر  
 پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولی تر ہے اسلئے کہ حفظ النفس خود اہم ہے حفظ غیر سے شافعیہ نے کہا ہے  
 اہل ظاہر مضر کا حرام ہے جیسے مٹی اور ستم جیسے انیوں مگر قلیل بعض متاوی ہی ہمراہ غلبہ سلاست  
 کے یا جیسے نبات مسکنہ غیر طرب کہ اوس سے متاوی کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے سکر لاوے  
 لکن یہ بات جب ہے کہ دو طبیب عادل اس امر کو متعین کر دیں کہ اوس علت کو سوا سے



اس دوا کے اور علاج نافع نہیں ہے اور اگر کسی ایک نبات میں شک ہو کہ وہ ستم ہے یا نہیں یا  
 کسی دودھ میں کہ وہ ماکول ہے یا نہیں یا کسی اور شے میں تو اس کا تناول کرنا حرام ہے ہاں  
 اگر کسی کھانے کے پکافے میں کمی وغیرہ کر کر ہر یہ ہو گئی ہو تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر کوئی  
 پرندہ یا جزو آدمی گر کر ہر یہ ہو گیا ہے تو حلال نہیں ہے اور اگر ایک طعام جامد پر نجاست  
 موجود ہو اور یہ شک پیدا ہو کہ وہ مائع یعنی پتلی یا جبی ہوئی گری ہے تو تناول اس کا حلال ہے  
 اس لئے کہ اصل اس کی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گری ہو اس صورت میں ماکول  
 اس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگرچہ گمان غالب یہی کیوں نہ ہو کہ وہ مائع گری ہوگی اور وہ  
 دریا قلعیتی تریاق حسین گوشت سانپوں کا مخلوط ہے اس کا کھانا حرام ہے مگر ویسے ہی  
 ضرورت میں حسین کہ اکل مرار کا جائز ہو جاتا ہے اور اگر ساری رومی زمین رزق حرام  
 سے عام ہو جائے اور حلال روزی باقی نہ ہے اور نہ وجود بابہ حضرت کی توقع ہو تو اس صورت  
 میں تناول اس کا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ منع اور یہ کچھ ضرورت پر ہی موقوف نہیں ہے  
**ف** حیوان کئی طرح کے ہیں ایک وہ جو مضربین اور نافع نہیں ہیں جیسے سانپ بچھو  
 چوہا چیل بگ گزندہ کو اگر گ شیر چیتا اور سائر درندہ اور دب و گرس و عقاب و برغوث  
 و سونچہ وغیرہ و پتلی و گرگٹ و بلی و زنبور سوان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ حرم  
 حرم میں مارے دوسری قسم وہ ہے جو نافع و ضار ہے جیسے فہد و مقرب و باز سوان کا  
 قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہیں ہے اور نہ مکروہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم  
 وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ ضار جیسے خف و جعل یعنی گبریل و سرطان و رخمہ سوان کا قتل کرنا مکروہ  
 ہے ہاں ایسا کتا حسین کہ نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ نقصان اس کی علت میں تناقض ہے معتقد یہی درست  
 ہے اس کی کما فی المجموع عن الاصحاح اسکے اور درمیان نکورات کے یہ فرق ہے کہ وہ مکرم  
 میں ہیں اس لئے جو چیز کو انہیں منع ہے وہ ان کے غیر میں منع نہیں ہے اور کا قول اس جگہ اس کی  
 تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل نخل کبیر کو حرام بتاتے ہیں حالانکہ اس میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ ضرر ہے

اسی طرح قائل ہیں تحریم گس شد و خطاف و مرد و ضفد و کلب کے گوشہ کار یا حراست کا  
 کتاب اور گو سیاہ ہو ہنگذا فی الزواجرف زواج میں بذیل کتاب الاطعمہ اکل مسکر  
 طاہر کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور مثال میں نام خشیشہ وانیون وشیکران یعنی بنج وعبیر و زعفران  
 و جوزۃ الطیب کا لیا ہے پہر کہا ہے کہ یہ سب مسکر ہیں بعض کی تصریح لڑوسی نے اور بعض کی  
 اور ون نے کی ہے مرد اور اس کا رے اس جگہ یہ ہے کہ عقل کو چپا دے لکن نہ ہر اہ شدت مطہر  
 کے اسلئے کہ وہ خصوصیات سے مسکرانے کے ہے اس تعریف اس کا رے معلوم ہوا کہ ان چیزوں  
 کا مخد نام کو کچھ منافعی معافی اس کا رے نہیں ہے سو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ سب اشیاء  
 مسکر یا مخدر ہیں تو استعمال و اکل ایسا کبیرہ و فسق ہے اور جو احادیث و وعید شارب مسکر  
 میں آئی ہیں و دعت میں شخص مستعل کے کسی شے کے ان اشیاء میں سے بھی وارد ہوتی ہیں  
 بسبب اشتراک کے ازالہ عقل میں کیونکہ مقصود شارع کا بقا عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے فہم  
 کا اللہ و رسول سے اسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور عقل ایک وسیلہ ہے طرف  
 ایثار کمالات کے نقائص پر توح میں اوس شخص کے جو قاطعی کسی شے منزل عقل کی کرتا ہے  
 و عید خرم صادق آتی ہے مسند احمد و سنن ابی داؤد و میں آیا ہے کہ نبی فرمائی ہے رسول خدا صلعم  
 نے ہر مسکر و مفتر سے علمائے کما ہے جو چیز مورث فتور و خدر کے اطراف میں ہے وہی مفتر مخدر  
 ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مخدر و مفتر ہیں عرآقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے تحریم  
 حشیشہ پر اجماع نقل کیا ہے اور مستحل حشیشہ کو کافر شیرایا ہے ائمہ اربعہ نے کلام اس شے پر اسلئے  
 نہیں کیا کہ حشیشہ اونکے زمانہ میں نہ تھا بطور اس کا آخر صد ششم و اعل صد ہفتم میں ہوا ہے جبوقت  
 کہ دولت تترار کا غلبہ ہوا اور دسی نے ذکر کیا ہے کہ جس نبات میں شدت مطہر ہے وہ اوس میں حد  
 واجب آتی ہے امام مجتہد ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جوزۃ الطیب یعنی جانفل مسکر ہے پہر  
 متاخرین شافعیہ و مالکیہ نے اس نقل پر اعتماد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریم کے کافی ہے ابن العباد  
 نے مبالغہ کر کے حشیشہ کو جوز پر قیاس کیا ہے بعض فقہاء عصر نے کہا تھا کہ برگ سبز حشیشہ میں

اسکار نہیں ہوتا ہے بعد تحیص کے و مسکراتا ہے اوسیر ابن العباد نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ کچھ  
 فرق درمیان سبز و خشک کے نہیں ہے بلکہ وہ تو ملحق بجوزۃ الطیب و زعفران و عنبر وانیون  
 و بنج ہے اور سبجہ مسکرات مخدرات کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکریم المعیشۃ  
 انشأ صواب کما اسکو ابن العباد کا اور اجماع علماء کو تحریم پر اس کے مقیس علی جوزۃ الطیب  
 کر نیسے معلوم ہوا کہ تحریم جوزہ میں بسبب اسکار یا تحذیر کچھ شک نہیں ہے حنابلہ بھی اس کے  
 اسکار میں موافق مالکیہ و شافعیہ کے ہیں امام متاخرین حنابلہ و تہجدیج نے نص کی ہے اسکار  
 پر اور حنابلہ اس کے مسکر ہونے میں تابع اپنے امام کے ہیں یہی تفسیر یعنی حکم کلام بعض ائمہ  
 حنفیہ کا بھی ہے فتاویٰ مرغینانی میں کہا ہے المسکر من البیج و لین الرمال ای اناشی  
 الخیل حرام و لا یحد شاربه قالہ الفقہ ابو حفص و نص علیہ شمس الہدیۃ  
 المسر حسی انتھی کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جوزہ مثل بنج کے ہے سو حنفیہ  
 قائل اسکار بنج کے ہیں تو قول باسکار جوزہ بھی اونکو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیثہ  
 نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک نص سے اور حنفیہ کے  
 نزدیک اقتضاء سے اس لئے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اصل اسکی وہی قیاس حشیثہ کا ہے جوڑ  
 پر کما ترشح ابو اسحق نے تذکرہ میں اور نووی نے شرح مہذب میں اور ابن دقیق العید نے  
 کہا ہے کہ حشیثہ مسکر ہے زرگشتی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہیں ہے  
 اور اونکی حد میں وہ مسکران یعنی مست بھی داخل ہے جبکہ کلام منطوم مختل اور سر مکتوم  
 منکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہیں پہچانتا ہے پھر قرانی سے  
 نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد اس خلاف کا کیا ہو اور تخطیہ و تغلیط قرانی میں طول  
 دیا ہے علماء و نبات و اطباء نے بھی نص کی ہے اور سکی اسکار پر اس بارہ میں اونہیں کی  
 طرف مرجع ہے لکن حق اسمین خلاف اطلاقین ہے یعنی نہ مطلقا اسکار کہہ سکتے ہیں نہ  
 مطلقا افساد اس لئے کہ کہی مراد اسکار سے مطلق تغلیط عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعم ہے اور کہی

مراد قطع عقل کا ہر اہ نشا وطرب کے ہوتا ہے سو وہ اطلاق اخص ہے اور جہاں کہیں مطلق اسکا  
 بولا جاتا ہے اس سے یہی اطلاق نافی مراد ہوتا ہے سو اطلاق اول پر درمیان مسکر و مخدر  
 کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر مخدر مسکر ہوتا ہے اور ہر مسکر مخدر نہیں ہوتا ہے پس اطلاق اسکا  
 شے شیشہ و جزہ و نحو ہا پر مراد تخذیر ہے اور جسے اسکی نفی کی ہے مراد اسکی معنی خاص ہیں تحقیق اسکی  
 یہ ہے کہ شان مسکر کی جیسے خمر ہے یہ ہے کہ اس سے نشاۃ و نشا طوطرب و عریہ و حمیت پیدا ہوتی  
 ہے اور شان مسکر شیشہ و جزہ کی یہ ہے کہ اس سے اعتدال اناموس کی متولد ہوتی ہیں جیسے  
 تخذیر و فتور بدن طول سکوت نوم و عدم حمیت اس تقریر سے روز رکشی کا قرانی پر مردود  
 ہو جاتا ہے اور مخدر رکنا قرانی کا شیشہ کو درست ٹھہرتا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص شیشہ  
 کو ملال کے یا غیر مخدر و مسکر ٹھہرا گا وہ لائق تعزیر بلع کے ہو گا بلکہ ابن تیمیہ رح او انکے  
 اہل مذہب کا اعتقاد یہ ہے کہ متعل شیشہ کافر ہو جاتا ہے انسان کو چاہئے کہ وقوع سے  
 اس ورطہ میں محترز رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسہ میں کہا ہے کہ شیشہ میں مثل خمر کے  
 حد واجب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ نجس ہے انتہی ملکہ کلمانا و اسکا حیوان کو بھی حرام  
 ہے ابن دقین العید نے کہا ہے متعل شیشہ پر مثل خمر کے کچھ ضمان نہیں آتا بعد اسکے زواج  
 میں اقوال اطباء کو بابت مضرت و نقصان نقل کر کے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اس  
 اکل میں ایک سو بیس مضار و مزیہ و مینہ ہیں پر او انکو گناہ ہے پھر کہا ہے کہ ابو زرہ  
 وغیرہ نے شیشہ کو مثل خمر کے ٹھہرایا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ نجاست  
 و حد میں مثل خمر کے ہے بلکہ خمر سے بھی اخبت تر ہے اسلئے کہ مفسد عقل و مزاج ہے متعل شیشہ میں  
 تخنث آجاتا ہے یعنی ابنہ و دیانت و قواوت اور خمر و شیشہ دونوں مانع ہیں ذکر خدا و نماز سے  
 ہاں بعض علماء متاخرین نے حد میں توقف کیا ہے فقط تعزیر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ  
 مغیر عقل بغیر طرب مثل بنج کے ہے بہر حال شیشہ داخل خمر ہے لفظاً و معنی اسلئے کہ خمر  
 نے فرمایا ہے کل مسکر حرام و قال صلحہ ما اسکر کثیرہ فقیلہ حرام اور کسی نوع

میں کچھ فرق نہیں فرمایا ماکول ہو یا مشروب انتہی کلام الذلہا ملخصاً لکن یہ قول ذہبی کا کہ  
 اوسمین نجاست وحدہ ہے ضعیف ہے انتہی کلام الزواجر صحیح ہے کہ خمر بھی نجس نہیں ہے  
 اگرچہ قطعاً حرام ہے **ف** کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصد و ہم میں ایک سوال جواب یا  
 استعمال زعفران و جوز ہندی و شیشہ کے لگا گیا ہے خلاصہ باب کا یہ ہے کہ جس چیز پر سکر  
 صادق آتا ہے اولہ اوسکی تحریم پر قائم ہیں قال تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانساب  
 والازلام رجس مجہول الشیطان فاجتنبوا یہ آیت متناول ہر مسکر ہے ام حدیث  
 ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے **ا**رجہ مسلم و احمد و اہل السنن  
 الا ابن ماجہ و دوسر لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے **خ**رجہ مسلم و الدارقطنی  
 ابو موسیٰ کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے **ا**رجہ الشیخ ابی احمد ابن عباس کا لفظ  
 مرفوعاً یہ ہے ہر خمر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے **ا**رجہ ابوداؤد و الترمذی و حسنہ  
 الفرق منہ فملاً الکف منہ حرام **ا**رجہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و حسنہ  
 دوسر لفظ یہ ہے ما اسکر کثیراً فقلیلہ حرام **ا**رجہ احمد و اہل السنن و ابن حبان  
 و حسنہ الترمذی و رجال اسنادہ ثقات سعد بن ابی وقاص کا لفظ یہ ہے کہ نفی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قلیل ما اسکر کثیراً اس بارہ میں اور بہت احادیث آئی ہیں  
 سب مصرح ہیں اس امر کی کہ جب کا کثیر سکر لائے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع  
 سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع میں فرق نہیں کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر مسکر کا  
 نام خمر ٹھہرا دیا یہ بات کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہو گئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل چاہیے  
 ائمہ لغت و اخبار نبویہ و آثار صحابہ و جمہور اہل علم سے پایا گیا کوئی وجہ اس کے مجاز کے کی نہیں ہے  
 اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کے یہ اطلاق مجاز بھی ٹھہرے تو نزدیک شارع و اہل شرع کے  
 تو ہرگز مجاز نہیں ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہیں سارے اہل علم  
 باب کے دلیل میں تحریم ہر مسکر پر اس صورت میں ہر نوع جسکی فاصیت اسکا ہوگی **م**حریم

بدون فرق مانع وجہ کے وادہ معالجہ سے ہو یا اصل خلقت میں جمہور صحابہ و تابعین و احمد  
 و اسحق و مالک و شافعی اسی جہت گئے ہیں حنفیہ وغیرہم نے جو اختلاف کیا ہے وہ بے دلیل ہے  
 جواب اور کا دلیل الطالب میرد قوم ہے یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر دست سے زعفران  
 و جوڑ ہندی دقات حد سکرت میں متعل کے پہنچ جائے تو قلیل ہی اور کا عام ہے مثل کثیر  
 بعض نے کہا ہے کہ یہ اشیاء مغزیں نہ مسکر سوجبکہ یہ فقیر حد سکرت کو پہنچا جس طرح کہ اکل و شرب  
 حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بھی محرم ٹھہریگی اور اگر زہری مقرر ہے تو حرمت مقرر میں ہی  
 حدیث آئی ہے ام سلمہ کہتے ہیں نبی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کل مسکر و مفتر آخر مجہ  
 ابو داؤد شوکانی رح نے لکھا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اسلئے کہ ابو داؤد نے اوس سے سنا  
 کیا ہے ابن رسلان نے شری سنن میں کہا ہے المفتر ہو کل شراب یورث الفتور والحد  
 فی اطراف الاحباب وهو مقدمۃ السکر انتہی عطف مفتر کا مسکر پر مقتضی مغایرت  
 ہے ابن رسلان کہتے ہیں حمل مسکر کا شدت مطربہ پر جو میں حد واجب ہوتی ہے اور حمل مفتر کا  
 نبات پر مثل حشیش کے جسکو سفلی برتاؤ میں لاسے ہیں جائز ہے لکن زعفران میں حد نہیں  
 آتی ہے استعمال اوس کا طعم وغیرہ میں حرام ہے بے دلیل ما اسکر کثیر و قلیلہ حرام خواہ مفتر  
 ہو یا مختلط بغیر اور خواہ اسکر کو بعد خلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہیں  
 فرمائی ہے کہ ما افتر کثیر و قلیلہ حرام کیونکہ حکم مفتر کا مثل مسکر کے رکھا ہے حاصل یہ ہے  
 کہ حشیشہ اور جو چیز مثل حشیشہ کے مسکر یا مفتر ہے وہ حرام ہے بعلم ادا کہ تحریم خدا رکھتے ہیں  
 فتور ادا کو محمد کوئی شے موامی مفتر کے نہیں ہے غرضکہ زعفران و جوڑ ہندی و ایون و نحوہا  
 لاتی مسکرات ہیں ولو فی حال من الاحوال بان اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ اشیاء نہ مسکر  
 ہیں اور نہ مفتر و مفتر اور کسی متعل کے مزاج میں یہ وصف انکا ثابت نہیں ہوتا ہے تو البتہ  
 انکو حرام نہ کہا جاویگا مگر اگر ان منقولات اہل علم پر اکتفا نہ ہو سکے تو حدیث الموصون و قاقون  
 عند الشبهات الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوڑ ہندی و زعفران سے مقدار



کرنا اور سکا ہاتھ اس شخص کے جو بکار ناجائز اور مکولائی کا حرام ہے مثلاً جانتا ہے کہ وہ اسکو اتنا  
 کہنا لگے جس سے نفیتر یا اضراب لگا اور اگر کچھ قصد ہی نہیں ہے تو بیع اسکی جائز ہے اسی طرح بیچنا  
 ویسی گدہوں کا ہاتھ بالکل کے بقصد مذکور حرام ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے حضرت نے فرمایا  
 اللہ تعالیٰ جب کسی شے کا کھانا حرام کرتا ہے تو اسکی قیمت بھی حرام ہوتی ہے سواہ الحاکم  
 والبیہقی باسناد صحیح ان القیم کہتے ہیں مراد اس حدیث سے دو امر ہیں ایک وہ جو عین  
 حرام ہے اور انتفاع لینا اور شے جلتہ جائز نہیں ہے جیسے قمر و دار خون خوک آلات شرک کہ انکی  
 قیمت کھانا حرام ہے کسی طرح کیوں نہ ہو دوسری وہ جس سے انتفاع لینا غیر اکل میں مباح  
 ہے جیسے کھال مردار کی بعد دباغ کے اور جیسے ویسی گدہ ہے اور خچر و نحو ہما کہ انکا کھانا حرام ہے  
 اور لیسے انتفاع لینا جائز رہا استعمال تھا کو کا جسا و اکثر لوگ کہاتے پیتے ہیں سو وہ نہ مسکرے نہ مفتہر  
 نہ مخدر اسلئے اصل اباحت ہر باقی ہے اور اگر بعض اضرار و طباع میں وصف سکرو نفیتر کا مثلاً  
 ثابت ہو تو پھر نادرست ٹھہریگی واللہ اعلم **مکملہ** مردار جانور کا کھانا حرام ہے اور اسکے  
 چمڑے اور اعصاب سے قبل دبیغ نفع لینا حرام ہے سوا ہی ان دو امر کے بقیہ اجزاء میتہ سے  
 نفع لینا منع نہیں ہے کیونکہ میتہ نجس نہیں ہوتا ہے اور تحریم بیع کی مستلزم نجاست کو  
 نہیں ہوتی ہے نہ شرعاً نہ عقلاً **مکملہ** جوب و غلات جنگو گدہ ہے بیل وغیرہ یا مال  
 کرتے ہیں اور انہیں روث و بول اوٹکا گرتا ہے اصل انہیں طہارت ہے اور غالب یہ ہے  
 کہ کشتکار لوگ روث کو جدا کر دیتے ہیں ایسی اشیاء میں نعمت شدید کرنا اور بال کی کھال  
 انکا لٹھیک نہیں ہے اصل اس باب میں حدیث ابن عمر ہے کہ حضرت کا گدہ بعض اسفا  
 میں کیب سوزا، بابر ہوا وہاں ایک آدمی بیٹھا تھا عمر ابن خطاب نے اس سے پوچھا  
 کہ آجکی رات درندوں نے تو اس حوض میں منہ نہیں ڈالا ہے حضرت نے اس شخص  
 سے کہا اے شخص کا تجربہ ہذا متکلف لہا ما حلت فی بطونہا ولنا ما بقی شراب طعمو  
 أخرجه الدارقطنی وغیرہ اس حدیث سے جسطرہ استدلال کیا گیا ہے وجہ اسکی دلیل الطالب



میں منصفاً مرقوم ہے مسئلہ ذابح سارے مسلمانوں کے باوجود اختلاف مذاہب و  
 تباہن مشرب کے حلال ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہکوفہ فقط کہانی سے اوس ذبیحہ کے منع کیا ہے  
 جس پر نام خدا کا نہیں لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً کسی مذہب  
 کا کیون نہ ہو اور ذابح اہل کتاب کے تابع تحلیل اطعمہ اہل کتاب ہیں اسلئے کہ اسم طعام اور ہر صادق  
 ہے یا ادام طعام ہیں ایک یہودیہ نے خیر سے حضرت کو ایک بکری بھیجی تھی لپکا کر حضرت نے  
 اوسکو کھا یا حلت ذبیحہ میں اس قدر کافی ہے کہ انہار دم اور ذکر اسم اللہ جو سو مسلمان کیسیا ہی  
 برحق کیون نہ ہو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کہی ہے یا نہیں  
 حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و ابوداؤد و ابن ماجہ نے  
 روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا اسی رسول خدا ایک قوم تازہ عمد بجاہلیت پہنچے  
 پاس گوشت لاتی ہے ہم نہیں جانتے کہ اوسنے ذبیحہ پر نام اللہ کا لیا ہے یا نہیں ہم اسکو  
 کھائیں یا نہیں فرمایا ذکرہ اسم اللہ علیہا وکلوا امر باعدہ تسمیہ ہر اسباب کو کہ ذبیحہ غیر مسیحی خواہ  
 مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے یہی آیت شریفہ ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ  
 سو محمول ہے عدم ذکر کلی پر وقت ذبح و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے  
 کیونکہ جب لحم پر اکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کہی اور کافر نے وقت ذبح کے تسمیہ نہیں کیا  
 تو اوپر نام اللہ کا مذکور ہو گیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہیں یعنی اس بات  
 کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نو مسلمان لوگ تازہ عمد بجاہلیت لاتے تھے  
 بلکہ اعتبار اس جگہ عموم لفظ کا ہے بقاعدہ مقررہ علم اصول اسلئے شوکانی رح نے کہا ہے  
 کہ حق یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ اوپر نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہل لال بغیر اللہ نکلیا ہو  
 یعنی واسطے اوٹان و اصنام کے ذبح کیا ہو اور یہ بات نہیں ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا  
 نہ لیتا ہو اور حدیث عائشہ میں دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہیں ہے بلکہ عدم اشتراط  
 تسمیہ پر وقت ذبح کے ہے حاصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابح پر فرض ہے اور باعدہ اوسکا وقت

اکل کے مترادف فرض ہے اور اقل تسمیہ یہ ہے کہ بسم اللہ کہے اور تقییم تسمیہ کی منہنین  
 جبکہ قبل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے کہا گیا ہو پھیل جارا  
 میں کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہیں کیا اور رگاسے  
 گردن سے خون جاری ہوا تو اذالہ میں کوئی دلیل تحریم اس ذبیحہ پر جو اس صفت پر واقع  
 ہوا ہے موجود نہیں ہے ہاں اگر کافر نے وہ ذبیحہ واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ بیشک  
 حرام ہے اگرچہ کسی مسلمان ہی نے کیوں نہ کیا ہو اب جو کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا  
 ہے دلیل لانا اوسکے ذمہ پر ہے نہ ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے  
 صفحہ چار سو گیارہ سے تا صفحہ ۱۲۴ مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کہانا یا پینا کسی شے  
 نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابوالدرداء  
 میں مرفوعاً آیا ہے اللہ نے ہر درد کے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دو اگر دو لکن حرام چیز سے  
 دوا نکر و آخر جبہ ابو حاد و شرح مفتی میں کہا ہے کہ دو اگر ناجاسات سے اور اون چیزوں سے  
 جنکا اللہ نے حرام کیا ہے جائز نہیں ہے ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے نبی فرمائی ہے حضرت نے  
 دوا زہیث سے آخر جبہ احمد و مسلم و ابن ماجہ و الترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ حرام  
 و نجس دونوں خبیث ہوتے ہیں قال تعالیٰ و یحرم علیہم الخبائث طارق بن سوید جعفی  
 نے پوچھا تھا کہ میں خمر واسطے دوا کے بناؤں فرمایا وہ دوا نہیں ہے دوا ہے رواہ مسلم وغیرہ  
 جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی بخمر محرم ہے اور یہی حکم  
 اشیاء محرمہ و خبیثہ کا ہے حضرت نے جو ابوال ابل کو بطور تداوی بتایا تھا وہ کچھ منافی اسکی  
 نہیں ہے اسلئے کہ اوکی نجاست و حرمت میں خلاف معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام  
 ہونیکے بنا دعام خاص پر کیجا ویگی بقاعدہ مقررہ اصول جیسرا جماع علماء و فحول ہی غرض کہ  
 تداوی یہ نجس و حرام حرام ہے کوئی شے بھی کیوں نہ ہو اور اصل نبی میں تحریم ہوتی ہے  
 مسکر کا حکم ہے کہ مفر د او مخلوطاً بالغیر حرام ہے احادیث صحیحہ میں تحلیل خمر سے نفی آئی ہے

ہاں جو خمر خود بخود سرکہ ہو جاوے وہ حلال ہے مطہریت استعمال کی معالجہ سے ماعدای مسکرات  
 میں ہے مسکرات عموم اولہ مطہریت استعمال سے مخصوص نہیں حنفیہ جو قائل حل خل خمر ہیں دلیل  
 یہی استعمال خمر ہے لکن اس استدلال میں غفلت عظیم ہے احادیث نہی تخلیل خمر سے بہر حال تدوکی  
 بمسکرات خواہ عین ہو یا مستحیل نخل بمعالجہ اور خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مفرد ہو یا مخلوط بغیر  
 اور خواہ قوی ہو یا سکا زبرد خلط کے یا نہ حرام ہے کسی طرح جائز نہیں اسلئے کہ ہر مسکر  
 حکم خمر میں ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو داکما ہے نہ دوا سبخلہ طرائق خمر کے ایک تبدیل  
 اسم خمر ہے باسم دیگر پس جس چیز میں وجود خمر کا مفرد آیا مخلوط بالغیہ ہو گا یہ حکم اسکو شامل  
 رہیگا مثل غالب ادویہ انگریزی جنکو لشکر خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر او نہیں مستحک و  
 مستحیل شے دیگر ہو یا نہ کہ یہ استعمال داخل شرب خمر ہے بہ تبدیل نام شراب بنام دیگر جو  
 مسکر جس دوا میں ملایا گیا شراب داخل اور سکا حرام ہو جاتا ہے بسبب عموم اولہ کے کہ کثیر و  
 قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو معالجہ سے مستحیل شے دیگر کیوں نہ ہو جاوے خلط  
 و مزج ایک شے کا دوسری شے میں اور چیز ہے اور استعمال کسی شے کا دوسری شے میں  
 اور چیز ہے حدیث میں آیا ہے جسے دوا کی خمر سے شفا نڈیگا اسکو اللہ استعمال کو علمائے جو  
 مطہر و محلل کہا ہے مراد اوس سے ماورای مسکرات ہے کیونکہ مسکرات ہر حال میں مجاہدات سے  
 مخصوص ہیں ساتھ تحریم نائڈ کے ہاں اگر کسی دوا میں کوئی شے محرمات میں سے جیسے مفر  
 یا مخدر اس قدر مخلوط ہو جائے کہ حد نفیہ و تخذیر کو نہ پہنچے تو استعمال اوس دوا کا جائز  
 ہے اسلئے کہ تحریم مفرات و مخدرات و سمومات و نحو ہا میں اوس قدر تشدید و تخصیص نہیں آئی  
 ہے جتنی کہ بقدرہ مسکرات آئی ہے یہ امارت ہے تفرقہ کی درمیان مسکرات و محرمات مسئلہ  
 سبخلہ محرمات کے ایک نجاسات ہیں جیسے بول غلط آدمی دم حیض و نفاس لعاب کلب لحم خنزیر  
 اسکے سوا جو اور امور ہیں جیسے متنی بنی آدم دم مسفوح و میتہ و متہ و لحم مقطوع حیوان حمی سے  
 اور سوا اسکے انہیں جس چیز پر دلیل ال بر نجاست آئی ہو حکم اسکی نجاست کا دینا واجب ہے

بدون الحاق مثل روٹ کے ورنہ برات اصلہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء میں طہارت ہے اور کسی چیز پر حکم نجاست کا لگانا ایک تکلیف عام البلودی ہے یہ حکم بدون قیام کسی حجت کی نہیں ہو سکتا ہے **مسئلہ** منجھو محرمات کے ایک مستحبات ہیں سخت وہ حیوانات ہیں جنکو لوگ ضعیف جانتے ہیں نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتقاد کے بلکہ پھر دستخبات کے سو وہ حرام ہیں اور کریمہ و یحرم علیہم الخبائث میں منسجح ہیں طہیات وہ ہیں جو نزدیک عرب کے مستطاب و مستلذ ہیں بغیر اسکے کہ کوئی نص کتاب و سنت کی او کی تحریم میں آئی ہو مثلاً قنفذ ضعیف ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قنفذ کو ضعیف بتایا ہے سواگر وہ ضعف اس درجہ کا ہو جس سے حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہو سکتی ہے تو خیر ورنہ حرمت اس کی ظاہر ہے منع اکمل تراب پر کوئی دلیل نہیں آئی ہے لکن بوجہ اضرا اسکو حرام کہا ہے **مسئلہ** اور دی کہتے ہیں سموم چار طرح ہیں ایک وہ جنکا کثیر و قلیل قاتل ہے اور اسکا کہنا واسطے تداوی کے حرام ہے لقولہ تعالیٰ ولا تعلقوا بالیدیکم الی التھکلة بول وہ جسکا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسطے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع جائز تیسرا وہ جو غالباً قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہو نا اسکا جائز ہو اسکا حکم ہی وہی ہے پہلا حکم ہے چوتھا وہ جو غالباً قتل نہ کرے اگرچہ قاتل ہو نا اسکا جائز ہو اسکی بابت شافعی نے ایک جگہ اباحت اکمل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ تحریم اکمل بیان کی ہے شافعی نے کہا جس جگہ تداوی میں نافع ہو وہاں جائز ہے اور جہاں نافع نہ ہو وہاں ممنوع ہے یہ تفصیل حسن ہے مطلب یہ ہے کہ تداوی بسکرات عمر یا اور بام الخبائث خصوصاً حرام ہے یہی حکم تداوی کا ساتھ تنجیسات و خبائث و سمومات کے ہے حرمت استعمال عین میں لکن نجس بعد استعمال کے اور مضر بقدر غیر مضر عنون ہے حدیث شریف میں اکمل جلالة و شرب لبن جلالة سے نہی آئی ہے وہ چھ منافی اسکی نہیں ہے اسلئے کہ نجاست کچھ فرع تحریم کی نہیں ہوتی ہے اور نہ کوئی ملازمت درمیان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استعمال مضر نہیں تو وہ ادویہ انگریزی جو بلا فکرت

سے آتی ہیں اور نہیں اگر کوئی شے حرام سوا می مسکر کے مخلوط ہو کر مستحیل ہو گئی ہو اس طرح  
کہ اس شے کا نام و نشان اصلی باقی نہ رہا ہو تو اس کا استعمال جائز ہو سکتا ہے اور مطلق حلیہ و  
بلا و کفار سے مانع اکل نہیں ہے اس لئے کہ حضرت نے پذیر آمد بلا و نصاریٰ کو کھایا ہے اور شاة  
مسمومہ یہودیہ کو بھی تناول کیا تھا اور طعام و ذبائح و نساء اہل کتاب کو واسطے اہل اسلام کے  
حلال فرمایا ہے ہاں اگر وہ شے حرام اود یہ مذکورہ میں اس طرح مزوج ہے کہ اسم و وصف  
اس کا باقی ہے تو تداوی ساتھ اس کے ناجائز شہیرگی لکن یہ تفصیل دربارہ استعمال محرمات  
غیر مسکرہ کی ہے نہ بارہ مسکرات محرمہ کے خواہ خمر ہو یا کوئی اور مسکرہ خواہ قلیل ہو یا کثیر  
اور خواہ قوت اس کا بعد خلط کے نشے یا بغیر اس کے بہر حال تداوی ساتھ اس کے حرام ہوگی  
یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی فعل ایسی ہے جسکی سکرو حرمت میں اختلاف اہل علم کا ہے  
یا وجود مسکر و حرام کا اوسمیں معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں وقت تردد و اشتباہ کے  
توقف کرنا لازم ہے غرض کہ تداوی بحرامات سوا می مسکرات کے اوسی صورت میں جائز ہے کہ  
مستحیل ہو یا قند قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہیں ہے مستحیل ہو یا غیر مضر یا قند  
قلیل والدعا علم **ف** انتباذ و جنس مختلط کا جائز نہیں ہے حدیث جابر میں آیا ہے کہ  
حضرت نے انتباذ تمر و زبیب سے منی فرمائی ہے اسی طرح رطب و بسر سے سرواۃ الشین  
وجہ منی کی یہ ہے کہ بسبب خلط کے اس کا جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس منی کو واسطے  
تحریم کے کہا ہے اس لئے کہ اصل منی میں یہی تحریم ہوتی ہے اور نوزی نے مذہب جمہور کا  
منی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث انس میں مطلقاً جمع دو شے سے انتباذ میں منع  
فرمایا ہے سرواۃ احمد و النساء یعنی کچھ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہیں ہے مسری کا  
لفظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکرہ مطابقت ظاہر حدیث کے وہ قال  
مالک و احمد و اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشد و مسکر ہو جائے انتباذ ہاں ہینا  
عصیر و بنید کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے رواۃ اہل السنن

منظہ غلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس میں آیا ہے سواۃ مسلم  
 احمد کا لفظ ابن عمر سے حق میں عصیر کے یون ہے اشرہ مالہ یاخذہ شیطانہ قیل و  
 فی کہ یاخذہ شیطانہ قال فی ثلاث بنیدہ اسکو کہتے ہیں کہ کجور یا بنفے کو کھل پھل کر  
 پانی میں بہکودین جب اوسکی مٹھاس پانی میں آجاوے تو شیرہ اوسکا صاف کر کے تناول  
 کریں ایک دو دن تک تو اوسمیں کچھ نشہ نہیں پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا  
 البتہ ہوتا ہے پھر اوسکو نہ پئے واللہ اعلم **ف** سنجملہ ماکل کے ایک صید ہے جو صلاح جارج  
 یا جواج سے شکار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور  
 چیز سے شکار کیا ہے اوسکا تذکیہ کرنا ضرور ہے اور شکار سگ معلوم کا درست ہے لیکن جبکہ  
 کوئی اور کتا اوسکا شریک ہو جائیگا تو وہ صید حلال نہ رہیگا اور اگر سگ معلوم کچھ اوسمیں سے  
 کھالیگا تو بھی کھانا اوسکا درست نہوگا اسلئے کہ اوس شکار کو کتنے اپنے لئے روکا ہے اور صید  
 زخمی اگر بعد تین دن کے ہاتھ آئے اور پانی میں پڑا ہوا نہ ملے تو حلال ہے جب تک کہ بوسیدہ و  
 بدبودار نہوا ہو اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اجماع حیوانات و طیور کا جنکا اکل حلال ہے  
 کتب فروع و رسائل صید میں معروف ہے اسلئے حاجت ذکر کی اسبجائے نہیں ہے وہ بارگ گوشت  
 جو کسی جانور یا کول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہیں ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے سنگ  
 و جراد و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل احادیث صحیحہ جو اس بارہ میں آئی ہیں جمہور  
 کے نزدیک بیٹہ بحر حلال ہے خواہ خود مر گیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو  
 کھا شکار دریا کا خواہ بیہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب و سنت  
 اباحت یقات بحر ہے مگر نزدیک امام ابوحنیفہ کے سارے حیوانات بحر حرام ہیں مگر مچلی  
 اول اولیٰ ہے تفصیل اوسکی شرح دررہبتہ میں لکھی گئی ہے سفسطہ کو کھانا مردار کا حلال ہے  
 لقولہ تعالیٰ الا ما اضطررتم الیہ اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعاً  
 حرام ہے جیسے خمر و خوک وغیرہ ۴

## باب بیان میں انواع اموال و حرف و غیرہ کے

اموال سلطنت کے جنگی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے تین طرح ہیں ایک غنائم دوسری  
 فیئ تیسری زکوٰۃ و غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بڑ کر لیا ہے اسکا ذکر سورہ انفال  
 میں آیا ہے یہ سورت غزوہ بدر میں اوتری ہے اسکو انفال اسلئے کہتے ہیں کہ یہ مال  
 اموال مسلمانوں سے زیادہ ہے اس مال میں چھ قسمت ہیں بوجہ نص و اعلموا انھا  
 غنمتمن من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وای  
 السبیل الی قولہ فکلوا مما غنمتمن حلالا طیباً اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب  
 فرمایا ہے اگرچہ اصل کتاب میں وجوہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تھا سو اس وقت  
 میں بلکہ ایک رت دراز سے حصول اس مال کا مستغفر ہو گیا ہے اسلئے کوئی ضرورت بیان  
 مال مذکور کی اس جگہ نہیں ہے صاحب حسن المسامی نے تفصیل اسکی لکھی ہے وہی  
 واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جسکو فیئ کہتے ہیں اسکا ذکر  
 سورہ جثہ میں آیا ہے یہ سورہ غزوہ بنی النضیر میں اوتری ہے بعد غزوہ بدر کے اللہ نے  
 فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منکم فمما اوحیتم علیہ من خیل وکراکب ولکن اللہ  
 یسلطہ رسالہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بھڑے کسی سوار و پیادہ  
 کے کفار سے حاصل ہوا اسکا مصرف بعد اسکے یوں ارشاد کیا ہے وما افاء اللہ علی رسولہ  
 من اهل القری فللہ والرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل  
 کی لایکون حوالہ بین الاخذیاء منکم الا کیات یعنی اس مال میں حقوق مذکورہ ہیں یہ مال  
 کچھ دولت نہیں ہے جسکو اغنیاء کے بیٹھین سپر کعباں آیت کے ذکر مہاجرین و انصاریہ کا  
 کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد انکے آوینگے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیاس تک ہو نیوالا ہے وہ اس  
 میں داخل ہے یہ مال بھی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال میں جتنے اموال جمع کیے ہیں

اور سب کا حکم مال فیہی کا ہے جیسے مال لاوارث یا مال غصب یا مال عاریت یا مال ودیعت  
 مالک معلوم نہیں ہیں یا زمین یا جائیداد منقول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہیں زمانہ  
 صحابہ میں مال تین طرح پر ہے ایک وہ مال جس کا لینا امام کو پہنچتا ہے نبض کتاب و سنت و  
 اجماع دوسرا وہ مال جس کا لینا بالاجماع حرام ہے جیسے مال جنایات و عقوبات جسکو جرمانہ کہتے  
 ہیں سئلہ تادیب بمال کو شرح مفتی میں تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ لینا  
 جرمانہ کا شرع مطہر میں منصوص ہے اوسی جگہ سے لے اور جس جگہ لینا نہیں آیا ہے وہاں  
 قیاس نکرے تیسرا وہ مال کہ جس میں تنازع و اجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جس کا کوئی  
 ذمی فرض و عصبہ موجود نہیں ہے فقط ذمی رحم موجود ہے تیسری قسم اموال سلطنت  
 کی زکوٰۃ ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آٹھ طرح کے لوگوں کا جن کا نام اللہ پاک نے خود  
 قرآن شریف میں ذکر کر دیا ہے ایک فقراء دوسرے مساکین یہ دونوں قدر کفایت حاجت  
 میں یکساں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ غنی اور قوی مکتسب کو صدقہ دینا حلال نہیں ہے  
 تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہیں اور  
 حافظ مال مذکور کے ہوتے ہیں انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہئے چوتھے مولفہ  
 یعنی نو مسلم لوگ پانچویں گردن چوڑا لےنے میں اس قسم میں اعانت مکاتبین و فدیہ اساری  
 و عتق رقاب داخل ہے قول اصح و اقویٰ پرچھے غار میں یعنی قرضدار لوگ جب کسی کا قرض آتا  
 اور اتنا مقدمہ نہیں رکھتے ہیں کہ قرض ادا کریں انکو واسطے ادائی قرض کے کچھ دینا گوارہ ہو  
 جائز ہے مگر یہ کہ قرض مذکور مصیبت اتنی میں کیا ہو کہ اس صورت میں انکو دینا نہ چاہئے یہاں  
 کہ تو یہ کریں ساتویں راہ خدا میں یہ لفظ شامل جمیع سبل خدا ہے جیسے تجنیز غازی و حاجی  
 و طالب علم و بنا و فاطمہ و مساجد و مدارس و مہربا و غیرہ جو مصداق سبیل اللہ ہوں شرعاً  
 آٹھویں مسافر جو اپنے وطن سے علیحدہ ہے گو وطن میں غنی ہو مگر یہاں محتاج ہو گیا ہے  
 اور گھر سے طلب نہیں کر سکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہ زکوٰۃ مفروضہ ہے



یا شامل نافلہ بھی کچھ ہو مستحق اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہیں انکو دنیا اور غیر کو دنیا  
 خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوٰۃ ادا نہ تو کچھ دور نہیں ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے  
 لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اسی صورت میں کہ سبچہ ان اقسام کے نہواور آپکو اس زمرہ میں  
 ظاہر کر کے دست برد کرے کہ اسوقت یہ مال اوسکے حق میں حرام نہیں جائیگا اسلئے کہ اوسکو  
 بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے **ف** زکوٰۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوٰۃ  
 ذمہ مالک مکلف کے ہے نہ غیر مکلف پر ایک زکوٰۃ وہ ہے جو بکری گاؤاوت پر واجب ہوا سکا  
 بیان روضہ ندیہ میں مطابق سنت صحیحہ کے لکھا گیا ہے دوسری زکوٰۃ وہ ہے جو مال نقد  
 پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا بیس دینار اور دوسو درہم پر جب ایک سال کامل گزر جائیگا  
 تو ربع عشر اس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس قدر اسے اگر زکوٰۃ سیم کم ہے تو اوسپر چوبیس  
 زکوٰۃ نہیں ہے اسی طرح جو اہر گرچہ گران قیمت ہوں اوپر وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہے  
 اور نہ اموال تجارت پر جنکے درآمد برآمد لگی رہتی ہے لکن یہ قول اخیر بعض محققین اہل حدیث  
 کا ہے نہ جمہور کا معنہ اگر کوئی شخص بطور وسیع و ترع کے اموال تجارت سے زکوٰۃ نکالی  
 تو نزدیک قائل عدم وجوب کے بھی ناجائز نہیں ہے اسی طرح جو متعلقات ہیں یعنی گھر  
 کرایہ کی یا سواری کرایہ کی اوپر بھی وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہوتا ہے تیسری قسم زکوٰۃ کی وہ ہے  
 جو پیداوار زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہوں جو ذرہ تر زریب انپر وجوب زکوٰۃ کا منصوص  
 سنت مطہرہ ہے دسواں حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہئے پھر جس کشت کو پانی  
 نہریا باران سے ملتا ہے اوسمیں مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو پانی چاہ سے دیتے  
 ہیں اوسمیں واجب نصف عشر ہے اسلئے کہ محنت آب کشی کی زمین چاہی میں زیادہ ہوتی  
 ہے لہذا تخفیف زکوٰۃ کی گئی اور جو کشت آب باران یا نہریا دریا یا نالہ ندی سے ہوتی ہے  
 اوسمیں مزارعین کو تخفیف تصدیع رہتی ہے اسواسطے وہاں عشر پیداوار پر مقرر ہے  
 یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرے شارع کے ولند احمد اور جزمین مرزوعہ نہیں ہے فقط مکمل

او سپر عمل لینا ناجائز ہے یہ تین اقسام ہوئے زکوٰۃ کے انکے سوا جو اور اشیاء ہیں جیسے سب  
 وغلام و خچر و خر و بقولات و بطیخ و خیار و فواکہ غیر کیل اور پھر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر مکر  
 و عنب و عسل سو شہد میں وہی دسوان حصہ ہے اور تمر و عنب میں کچھ فرق خشک و تر کا  
 نہیں ہے یہ صد ہا وجہ مکتس جو اس زمانہ میں جاری ہیں انکا لینا شرعاً حرام ہے امام کو چاہئے  
 کہ جب یہ زکوات اغنیاء سے لے تو فقر اراہل اسلام کو بموجب قسمت و تحدید شرع کے  
 دیتا رہے مالک مال نے جب یہ زکوٰۃ دیدی تو وہ بری الذمہ ہو گیا گو بادشاہ جب انکیوں نہو  
 یہ زکوٰۃ سارے تحقیق زکوٰۃ پر رزق ظلال و مال طیب ہے مگر بنی ہاشم اور انکی لونڈی غلام  
 کہ انہ لینا زکوٰۃ کا اور انکو دینا زکوٰۃ کا حرام ہے اور انکو زکوٰۃ پر غافل کرنا بھی درست نہیں ہے  
 اور نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے صحیحین میں آیا ہے کہ لا تخل لنا الصدقة  
 دوسرے لفظ یہ ہے ان موالی القوم من الفساح اخرجہ احمد و اهل السنن تیسرا لفظ یہ  
 لا تخل لآل محمد الصدقة سواہ احمد و الطحاوی جو تہی حدیث میں آیا ہے کہ لا تنبحی  
 ل محمد ولا لآل محمد انما ہی اوساح الناس سواہ مسلم علی مرتضیٰ و عباس نے چاہا تھا  
 کہ حضرت انکو عام مال مقرر کر دیں جس طرح اور صحابہ کو مقرر فرمایا کرتے تھے حضرت نے انکار کیا  
 حنفیہ کا فتویٰ بابت جواز دفع زکوٰۃ طرف بنی ہاشم کے خلاف نفوس صحیحہ و مخالف سنت  
 ہے اور جس طرح کہ یہ مال زکوٰۃ کا سادات بنی ہاشم پر حرام ہے اسی طرح اغنیاء و اقویاء و مکتسبین  
 پر بھی حرام ہے **ف** صدقہ فطر و لحم اضحیہ فقراء و مساکین کو لینا حلال ہے مال مہر و اسط  
 زوجات کے حلال طیب ہے اور ادا کرنا مال مہر کا ازواج پر واجب ہے اور سب دیون پر  
 یہ دین مقدم ہوتا ہے قلیل ہو یا کثیر اسی طرح مان نفقہ اہل نفقات کا خواہ اصول ہوں یا فروع  
 یا حاملک واجب ہوتا ہے تفصیل اہل نفقات کی کتب فقہ سنت میں مذکور ہے خلاصہ تھا  
 یہ ہے کہ زوج پر نفقہ زوجہ کا اور مطلقہ زوجی کا نہ مطلقہ بایں کا واجب ہے نہ اوسکا جو عدت  
 وفات میں ہے ان دونوں کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ مگر جبکہ حاملہ ہوں اسی طرح نفقہ

والد محترم کا والد موسر پر اور بالعکس اسکے واجب ہے اور نفقہ محلوک کا سید پر ہے اقربا و سوا ذلکا نفقہ  
 واجب نہیں ہے مگر بابت صلہ رحمی کے ہے اور ایسے صلہ ارحام میں دوسرا اجر ملتا ہے اور جس کسی کا  
 نفقہ جس کسی پر واجب ہے اور کا سکنتی و کسوت سہی واجب ہوتا ہے کسب کرنا مال کا بڑا  
 اجارہ یعنی مزدوری و نوکری و چاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی مانع شرعی نہ ہو جس قدر مال  
 ہے اور وہ مال کسب حلال طیب ہوتا ہے مگر اجرت کا معلوم و معین ہونا چاہئے اور اگر معلوم  
 نہیں ہے تو بمقدار عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدوری  
 پوری لے لی ہے تو وہ مال مشتبہ بنیگا اور اجیر عامی ہوگا خصوصاً جبکہ مستاجر عطا و اجرت نہ  
 سے خوشدل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہیں ہے مگر ساتھ  
 طیبیت نفس کے اجیر کے ہاتھ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اس چیز کو تلف کر دیگا تو بدلیل حدیث  
 علی اللید ما اخذت حتی تؤذیہ اخرجہ احمد و اهل السنن وہ اسکا ضامن ہوگا یا بطرح  
 وہ مال جو بذریعہ کسب حرامت و مکر یعنی و حلوان کا ہن و اجرت اذان و مقبیر طحان و استیجار برتلات  
 قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اسطرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی و اشاعت جو اب  
 کسب کیا جاتا ہے حلت سے دور ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے  
 حرام ہے **ف** اگر ایہ پر دینا زمین معلومہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز  
 ہے شرح سنن میں کہا ہے عامہ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دارہم و دنا نیر وغیرہ الفاع  
 اموال پر کر یا یہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلوم ہوں  
 جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید و دواب وغیرہ اسے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے  
 اسکا اجارہ پر دینا بھی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کہ ایہ دینا زمین کا سونے چاندی پر  
 اور گندم پر جبکہ کیل و قسم اسکی معلوم ہو لا باس یہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نہ کرے اور اگر یہ  
 شرط کر لی ہے کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوا وہ زمین سے کیل معلوم پر کر ایہ دے تو اس میں کچھ غیر  
 نہیں ہے یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عائشہ فقہاء حنفیہ کا **ف** لیکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت نے اہل خبیثہ نصف پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ تھر جو یا نزع  
اس مسئلہ میں مذاہب متنوعہ وادکہ مختلفہ آئی ہیں حدیث رافع بن خدیج جو صحیحین میں آئی ہے  
اوسکو نسخ اس حکم کا بتاتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار میں زیادہ تر تھے  
حق یعنی نزع میں زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی ہمارے لئے ہو اور اتنی اوس  
کے لئے ہو پھر کبھی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری مذیتی حضرت نے ہمو اس کام سے منع فرمایا  
سبا چاندی پر کر ایہ دینا سوا دس سے منع نہیں کیا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ لکن شے معلوم مضمون سو  
اوسکا کچھ زمینیں ہے حاصل یہ تھیں کہ نقد پر زمین واسطے کمیتی کے دینا درست ہے اور غلہ پر  
نا جائز مگر حجج بالغہ میں مخابرہ کو جائز کہا ہے اور امارت نہی کو محمول قطعہ سعیدہ پر کیا ہے اور  
سنی کو تفسیری یا ارشادی تھیں یا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت  
اوس حد پر کیا ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں اکثر مناقشات واقع ہوتے تھے مزارعت یہ ہے  
کہ زمین اور تخم ایک شخص کا ہو اور عمل و بقر دوسرے آدمی کا مخابرہ یہ ہے کہ زمین ایک شخص  
کی ہو اور تخم و عمل و گاؤں دوسرے شخص کے تیسری قسم یہ ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا  
**ف** حدیث جابر میں مرفوعاً آیا ہے جسے آباد کیا زمین مردہ کو وہ زمین اوسکی ہے اخر جہل  
والنساء و صحیحہ الترمذی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آبادان کا رہتا  
اوسپر دست اندازی کسی کی نہیں پہنچتی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس  
شخص کے اسی طرح وہ زمین جو امام نے کسی کو جاگیر میں کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ  
یا سعدن یا پانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش میں آیا ہے  
لوگ شریک ہیں تین چیزوں میں پانی گھاس آگ رو کا احمد و ابو داؤد حدیث عمر بن زید  
نک کا بھی آیا ہے رو کا الطبرانی بسند حسن ہاں وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا  
وہ اس عموم سے بدلیل اجماع مخصص ہے اب زائد کارو کو نا منع ہے اسی طرح کلا کا امام کو یہ  
بات پہنچتی ہے کہ بعض مواضع کو واسطے دواب سلیمین کے روک لے **ف** اشتراک نقود و

تجارات تقسیم بیع میں برضا مندی کی دیگر جائز ہے اور مضاربت کرنا جب تک کہ غیر حلال پر مشتمل نہ ہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دربارہ مضاربت حضرت سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی ہے مگر ایک جماعت صحابہ نے جنگی گنتی نوشخص ناکٹ پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث مصیبت کہ برکت تین چیزوں میں ہے ایک بیع میں تا مدت دوسری معاوضت یعنی مضاربت میں تیسرے اخلاط گندم و جو میں واسطے گھر کے سرواۓ ابن ماجہ مرافوعاً سخت ضعیف ہے اس لئے کہ اسکی سند میں دوراوی جھول ہیں پشت کا مرکوب اور لین کا مشروب ہونا عوض نفعت مرہون کے جائز ہے اغلاق رہن کا جائز نہیں ہے یعنی اگر رہن نے اپنا مال فک رہن نکلیا تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتین کا نہیں ہو جاتا ہے و بیع و مستعیر پر ادا کرنا مال و ولایت و غارت کا واجب ہے اگر نہ لگایا تو وہ مال اسکے حق میں حرام ہو گا ماحون سے منع کرنا ناجائز ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیاء بخاص عاصی ہوتا ہے اور کما نا مال منصوص کا حلال نہیں ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کما نا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکھ دے کہ جب تو اتنا مال لکھا کر دیگا تب تو آزاد ہو جائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب ملکوک رزق حلال ہوتا ہے نہ حرام راہ خدا میں کسی شے کا وقف کرنا درست ہے اور جن لوگوں کے لئے وہ زمین یا باغ وقف کیا گیا ہے انکو اس مال موقوف سے ساتھ معروف کے کما نا حلال ہے بلکہ واقف بھی اس مال سے مثل سائر مسلمین کے انتفاع و اخل کر سکتا ہے بیع وقف کی درست نہیں ہے **ف** قبول کرنا ہدیہ کا اور کفایت کرنا اوپر درست ہے خواہ مسلمان کا ہدیہ ہو یا کافر کا ہے وہ ہے جو بغیر عوض کے دیا جاوے اسکا کما نا سو ہو بلکہ کو حلال ہے اور رجوع واجب کا نا درست مگر والد کا ہبہ ولد میں نذر و نیاز نا واسطے اللہ کے درست ہے اور اسکا کما نا مساکین و فقر اکو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح غیر اللہ ہو وہ رزق حرام ہے اور اسکا کما نا حلال نہیں ہے جیسے نذر قبور و اموات و اعراس وغیرہ دیت مرد مسلمان

کی سوانٹ یا دوسو گاو یا دو ہزار بکری یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم یا دوسو حلو ہوتی ہے  
 حلو کہتے ہیں چار درو تہ بند کو یہ اموال دیت واسطے ورثہ مقتول کے حلال ہیں ثلث مال سے  
 وصیت کرنا درست ہے جسکے لئے یہ وصیت کی ہو اوسکو کمانا اس مال موصی بہ کا حلال ہے  
 اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سهام فرائض اللہ کے ہاتھ آتا ہے اوسکا کمانا بھی درست  
 ہے اسی طرح سهام اموال خنائم بہوجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہو تے ہیں حرم فاسیطح  
 منجملہ باکل حلال کے وہ رزق ہے جو میراثان مہان کو کھلاتا ہے لکن مہان اتنا زیادہ نہ بنے بان کے  
 نہ ٹھہرے کہ اوسکو گناہ میں ڈالے مہانی تین دن ہے پھر صدقہ ہے چاہے کرے یا نہ کرے میراثان  
 اگر مہانی نہ کرے تو مہان بقدر اپنی مہانی کے اوسکے مال میں سے لیکر کما سکتا ہے یہ لینا حلال  
 ہے نہ حرام طعام غیر کا کھانا بغیر اذن مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودھ پی جانا  
 یا باغ کا میوہ کھا جانا یا کہیتی سے غلہ اٹھا لینا منع ہے اگر بھوکا و محتاج ہو تو مالک کو آواز  
 دے اگر وہ منظور کرے بہتر ورنہ بقدر ضرورت کے کھپانی لے گو دہر کر نہ لیجائے فمالکھا  
 میں جب نجاست پڑ جائے تو اوسکا کھانا پینا حلال نہیں ہے اور اگر وہ شے جا دہے تو اوسکے  
 راز دگر کو دور کر کے کھائے کھانا طعام ولیمہ و حقیقہ و دعوت مسلمان کا حلال ہے جبکہ بطور  
 فخر و مباہات و ریاء و مبارات کے نہوائتفاع لینا شے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت مخصوصہ میں  
 بقدر سدق کمانا حرام بحت کا بھی جائز ہو جاتا ہے بنص کتاب و سنت فباب اول میں  
 اس کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گزر چکی ہے کہ بہتر رزق وہ ہے حمد آدمی اپنے ہاتھ سے  
 کام سے کما کر کھائے سو سب سے بہتر کسب زراعت ہے پھر تجارت پھر دیگر صنائع قرآن پا  
 میں باشارة النقص اصول صنائع و آلات کا ذکر بھی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن میں  
 تفصیل اور صنائع و آلات کی بحوالہ الفاظ مطرہ کتاب عزیز مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلا  
 حدادت یعنی آہنگری معامری درو و گری غزل یعنی سوت کا تانسج یعنی کپڑا بنانا فلاحت یعنی کہیتی  
 باڑی کرنا صیاد دی یعنی شکار کرنا غواصی یعنی غوطہ زنی کرنا حدیامین صیافت یعنی سنار کا کام کرنا

زجارت یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا تجارت یعنی خشت پیری کرنا ملاحت یعنی ملاجی کرنا کتابت  
 یعنی لکنا قلم سے خبر و عجم و طبع یعنی باورچی گری کرنا تقصارت یعنی گاڑی کرنا جزارت یعنی قصا  
 پیشہ ہونا تجارت یعنی بیع و شر کرنا صیغ یعنی رنگہری کرنا تجارت یعنی سنگ تراشی کرنا کیا لت  
 یعنی وزن کشی کرنا رمی یعنی تیر اندازی کرنا اسمین ڈھالنا توب و بندوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری  
 کا سہی داخل ہے یہ سب حرف قرآن پاک سے ثابت ہیں اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اسکا کھانا  
 حلال طیب ہے انکے سوا اور جرت بھی ہیں جیسے الطباع کتب یا ت لکھ و سائق و آداب ہونا مثل  
 شتر بانی و ارباب رانی و فیلبانی و سیاست اسب و عطر فروشی و روغن فروشی و غلین فروشی  
 و بیضہ فروشی و غیرہ اکثر مکہ حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے بھی کیا ہے آدم  
 علیہ السلام حرث تھے اور نوح علیہ السلام خیاط تھے ابراہیم علیہ السلام نواز تھے نوح علیہ السلام  
 شجارت تھے عیسیٰ علیہ السلام دودگر تھے موسیٰ علیہ السلام شبان تھے ہامی حضرت نے  
 بھی بکریاں اہل مکہ کی چند قیراط پر چرائی ہیں اور طرے خدیجہ علیہ السلام کے شام کو واسطے  
 تجارت کے گئے تھے عیب لگانو الا اہل حرفہ ہامی مشروع پر سخت جاہل و لائم ہے اسلئے کہ  
 یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقیناً حاصل ہوتی ہے  
 علاوہ اسکے و نبی امین کوئی لشکر ایسا نہیں ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث  
 شریف میں امیر و والی و سلطان کو راعی رعایا فرمایا ہے یہ امارت و ولایت بھی ایک حرفہ ہے  
 نوکر ہی چاکری کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ بھی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ حال سے  
 نکاح کر کے استغنا حاصل کرنا یہ بھی ایک حرفہ ہے غرض کہ جتنے طرائق مکاسب و مطاعم کے  
 اللہ نے مقرر فرمائے ہیں وہ سب حرف ہیں صرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل ذلالت  
 کرتے ہیں جیسے خاکروبی و باغی اوس سے اہل شرف و فضل احتراز رکھتے ہیں ورنہ صحابہ  
 و روات اعلیٰ و اولیاء راست میں اکثر لوگ پیشہ وراہل حرفہ گزرے ہیں جیسے زیات  
 خدا و نساج حلاج و غیرہم حال ان بزرگواران دین کا تشیع کتب آثار و سیر پر مخفی نہیں ہے

سب سے اشرف اعلیٰ حرفہ تعلیم و تعلیم کا ہے خصوصاً جبکہ خالصاً و اسطے اللہ کے ہوا انکا  
 رزق بیت المال میں بادۃ شرعیہ واجب ہے اس زمانہ کے شرفاء جو غالباً فاقہ کش تہست  
 محتاج فقیر مسکین ذلیل و خوار ہیں و عباد اسکی یہی ہے کہ وہ حرفہ سے عار رکھتے ہیں اور ہر  
 ہنر سے عاری ہیں سو یہ اوکلی سفاہت و جہالت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلاف سے  
 ورنہ بصورت اکتساب اس درجہ کونہ پہنچتے اور مذلت سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ سوال  
 کرنیسے ہمیشہ کم کشی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح میں آیا ہے اور  
 قرآن پاک میں فرمایا ہے و کانفین تشمتکذا و اللہ اعلم بالصواب ۴

## باب بیان میں تفسیر اکل حلال کے ہر مانے میں

بعض فقہار نے کہا تھا کہ اکل حلال متعذر ہے وجود اس کا اس زمانہ میں ممکن نہیں ہے کیونکہ  
 وقتہ مقام منصورہ میں غنائم تقسیم نہ ہوئی اور سوال نہ کو معاملات میں مختلط ہو گئی اور سپر کسی  
 شخص نے یہ کہا تھا کہ آدمی کسی عمل مباح پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال طور سے  
 لیتا ہے تو کہا کہ درہم تو فی نفسہ حرام ہے اس کے جواب میں کہا گیا کہ درہم نے کس طرح  
 اولاً تعین کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کس طرح پھر ثانیاً قبول  
 نکلیا جسکی وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹھہرا اور سپر کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ سے کیا تھا جواب اس کے انہوں نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ یہ قول کہ اکل حلال  
 اس زمانہ میں مشکل ہے اور وجود اس کا نامکن خطا ہے باتفاق ائمہ اسلام یہ وہ مقال  
 ہے جسکو بعض اہل بدع و بعض اہل فقہ فاسد و بعض اہل شک کا سد نے کہا تھا اور سپر کسی  
 علم نے انکار کیا یہاں تک کہ امام احمد باوجود اس فتویٰ و ورع کے ایسی بات سے منکر  
 ہو گئے ایک عابد نے اسی قسم کا ذکر اونسے کیا تھا اور ہونے لگا اس خبیث کو دیکھو کہ  
 اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا جھکو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انہیں سے



یہ کہتے ہیں کہ سارق کا ہاتھ نہ کاٹو کیونکہ مال معصوم نہیں ہے اسی طرح کی بات بعض علماء عصر  
 نے بھی کہی ہے اور سکی بنیاد بھی اسی شبہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی  
 ہے اور بسبب کثرت غصب و عقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہیں رہا یہ شبہ  
 ایک گروہ مصنفین فقہاء کو بھی ہوا تھا اور سپرد سنوں نے یہ فتویٰ دیا کہ انسان کو چاہئے  
 کہ مقدار ضرورت سے زیادہ تناول نہ کرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکھا کہ یہ حرج  
 شدید سد باب و رعب کرتا ہے تو وہ دو طرح ہو گئے ایک اباحیہ جو حلال حرام میں امتیاز نہیں  
 کرتے ہیں بلکہ حلال وہ ہے جو اونکے ہاتھ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے  
 اسلئے کہ اونکو اسی گمان فاسد نے گمیرا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ ساری زمین حرام سے  
 بھر گئی ہے اور انسان کو روٹی کپڑے سے چارہ نہیں ہے اسلئے جہان سے جو ممکن ہوا  
 اوسکو وہ لے لیتے ہیں یہ جگہ نظر کی ہے کیونکہ یہ ورع فاسد ہے اس سے اسخلال  
 دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کے نزدیک اس ورع فاسد کی حکایات ہیں  
 بعض بالکل ذریعہ اور بعض غلط کہتے ہیں صالح بن امام احمد جب قاضی ہوئے تو امام احمد  
 اونکی آگ میں اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گھر والوں نے اونکی تنور میں روٹی سیکنی تھی امام  
 صاحب نے نہ کھائی اور دجلہ میں ڈال دی پھر اوس دن سے صید و جلہ کو بھی نکمایا حالانکہ  
 یہ حکایت اعظم کذب و فریہ ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کرے گا جو بڑا مکار و محتا  
 احوال مردم پر ہو گا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکھا تھا صالح کا قاضی  
 ہونا اونکی حیات میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہوئے تھے  
 ہاں خلیفہ متوکل نے اونکے گھر والوں کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیا تھا اور سپر امام  
 صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جوائز سلطان نہ لو جب اونوں نے عذر حاجت کا پیش کیا تو  
 اوسکو سلطان سے قبول کیا امام نے خود اکل اون اموال کا ترک کر دیا اور اونکی آگ سے  
 انتفاع نہ لیا اسلئے کہ اونوں نے جوائز سلطان کو قبول کر لیا تھا سمذا جب

او نہوں نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہیں کہا ہم اس سے حج کریں کہا ہاں اور  
 یہ بات بیان کی کہ میں اسلئے اس مال سے بچتا ہوں کہ کہیں مجھ کو مداخلت ارادہ خلیفہ بین  
 کرنا نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا جب تک کہ عطا ہوا در جبکہ بعض کسیکے  
 قرض کے ہوتو نہ لے اور دجلہ میں اگر خون و لحم خوک اور ہر حرام ڈالاجاتا تب بھی صید و جملہ حرام ہوتا  
 بعض لوگوں کو افراط و روع کے معنی بامعہ تہذیبیہ ہوتی ہے اوسکو ثواب بقدر اوسکے حسن قصد کے  
 ملتا ہو اگرچہ مشروع خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلاً کوئی شخص وجہ پیسہ نہ کمائے جو بازاروں میں  
 ملتی ہے اور وہ چیز کمائے جو جنگ و خونین ہوتی ہے اور اموال مسلمان نہ کمائے اموال اہل حرب  
 کمائے اور مثلاً اسکے جمعین فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تاویل ہو لیکن صواب مشروع  
 برخلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا  
 ہے مومنوں کو اوسی چیز کا جس کا حکم مسلمان کو دیا ہے یعنی اہل طیبات الحدیث سرادھ مسلم  
 اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور عمل صالح بدون اکل و شرب  
 و لباس و مسکن و مرکب و سلاح و کسراع و کتب علم و امثال ذلک کے ممکن نہیں ہے سو  
 ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام نہ ہو واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام بواجبات جمیع عباد  
 پر فرض ٹھیرا اور وہ بدون ان اموال کے ناتمام رہتا ہے تو ہر کس طرح یہ بات کہہ سکتے  
 ہیں کہ حلال کا ملنا مستعد ہے بلکہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے  
 اموال مردم پر اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہیں ہو سکتا ہے تو  
 دو امر میں سے ایک امر لازم ہے یا ترک واجبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے  
 اور یہ دونوں امر باطل ہیں اور روع منجملہ قواعد دین کے ہے حدیث نعمان بن بشیر میں حلال و  
 حرام کا بتین ہونا اور درمیان اونسکے شبہات اموال کا پایا جانا جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں آیا  
 ہے اور پھر شبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح حرام یا مباح الی ما کا یویش  
 ارشاد کیا ہے ایک ثمرہ ساقطہ کو دیکھ کر فرمایا تھا اگر یہ ڈرنو تا کہ صدقہ کا ہو گا تو میں اسکو کھاتا

بیان اسکا یہ ہے کہ جب کو فقہی معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہوا سئلے کہ  
 حرام وہ ہے جسکی حرمت کتاب وسنت واجماع است و قیاس مرجع سے ثابت ہوئی ہے اور  
 جس شے میں علما کا تنازع ہوا وہ کو طرف اس میں اصول کے پیرونا چاہئے بعض آدمی ایک مذہب  
 امام معین پر نشوونما پاتا ہے اور کسی فقہی معین سے استغنا کرتا ہے اور بعض مشائخ کی کوئی  
 حکایت سنتا ہے پھر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کریں اور سمجھیں حالانکہ یہ غلط ہے  
 اسکے بہت فطائر میں جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم میں ہے کہ جمع کر کے تخمیں  
 و تقسیم درمیان فغانین کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ میں کہ امام کو تفصیل اربع اخماس  
 سے جائز ہے دو قول ہیں مذہب فقہاء ثغور و ابو حنیفہ و اہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بدیل  
 حدیث اہل سنن کہ حضرت نے ہدایت میں تفصیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے  
 ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن مسیب و مالک و شافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے بلکہ مالک کے  
 نزدیک تفصیل خمس سے چاہئے اور نزدیک شافعی کے خمس الخمس سے امام احمد کو ابن مسیب و مالک  
 دونوں سے تعجب آتا تھا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت اونکو کیونکر پہنچی صحیحین میں ابن عمر سے  
 آیا ہے بیجا ہوا حضرت نے ایک لشکر میں طرف نجد کے پس پہنچا سہام ہمارا بارہ اونٹ کو اور  
 محفل ہوا خمس الخمس اس بات کا کہ اوس میں سے ہر ایک کا حصہ نکلے یعنی یہ امر ممکن نہ تھا کہ ہم  
 بیس اونٹ کا جو کیونکہ دو سہم بعد خمس کے اربع اخماس مال میں سے ہوتی ہیں سو حسب اون  
 دو سہم پر بقدر ربع اون دونوں کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پھر جبکہ دو سہم  
 بارہ جز سیر لگے تو تقسیم پندرہ جز ہوگی اس صورت میں نفل ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت  
 پہنچیں جز نہ ہو تب خمس کا بیج جز ہوتا تو نفل مذکور کا اس دم خمس الخمس ہونا ممکن تھا اسلئے  
 اگر امام بعض فغانین کو بعض پر کسی مصلحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ فوسی قرہ میں سلمہ بن رکوع کو سہم سوار و پیادہ دونوں  
 کا دیا تھا تو یہ تفصیل امام کی اصح اقوال علماء میں جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہیں کہتے

لکھا تقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی ہے وہ اوس کی ہے اور ہنوز تقسم غنائم کی  
 سنیں ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علماء میں جائز ہے ظاہر مذہب احمد بھی یہی ہے اور دوسرے  
 قول میں جائز نہیں ہے مذہب مشہور شافعی بھی ہے اور کلام مذہبین میں خلاف ہے  
 اسی اصل پر بنیاد ان غنائم کی ہے جو ازمنہ متاخرہ میں ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلا جغتہ  
 اتراک نے لے لئے اور اہل اسلام نے ثغور شام و مصر سے حاصل کئے اوسمیں بعض فقہاء نے  
 جیسے ابو محمد جوینی نے یہ فتویٰ دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا اوسمیں سے خریدنا اور کسی  
 شریک گاہ کا وطنی کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا حلال نہیں ہے حالانکہ جو فساد اس قول میں  
 ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سیاح شافعی نے ان کا معارضہ کر کے فتویٰ  
 دیا کہ امام پر کسی حال میں قسمت و تخمیس غنائم واجب نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچتی ہے  
 کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض فغانین کو مخروم رکھے یا خاص کرے اور یہ زعم کیا کہ سیرت نبوی  
 اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور پہلا قول بھی باطل و منکر ہے دونوں میں  
 انحراف ہے صواب اس جگہ یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے  
 تو وہ اوسکی ہو گئی اور انکو غنائم سے منع نہیں کیا بلکہ غنائم میں سے اوس چیز کا ارادہ کیا جو  
 بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہ امام اوسپر تقسیم کرنا غنائم کا عدل سے واجب اور اذن انتہائی  
 غارتگی کا دینا جائز نہیں ہے تو یہ منانم مال مشترک ہے درمیان فغانین کے غیر کا اوسمیں  
 کچھ بھی حق نہیں ہے تو پر جو کوئی اوسمیں سے بمقدار حق خود لے لیا گا وہ اوسکو جائز ہو گا  
 اور جب اوسمیں شک ہو گا تو یا تو امتیاز کر لیا یا ورع مستحب اختیار کر لیا یا وہ چیز لیا گیا جسپر  
 ظن غالب ہو گا ولا یکلف الله نفسا الا وسعها **ف** اسی طرح اوس فراغت میں جسکو  
 بعض لوگ مخاہرہ کہتے ہیں فقہاء کا تنازع ہے لیکن سنت مطہرہ سے جواز اوسکا ثابت ہو چکا ہے  
 حضرت نے اہل غیبر سے نصف پیداوار پر پھل ہوا یا کبیتی معاملہ کیا تھا اس شرط پر کہ اپنے  
 مال سے اوسکو آباد کریں اور جس مخاہرہ سے منہی آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح میں یوں ہے

کہ مالک نزع ایک بقعہ مغنیہ کو شتر کر لے اسی طرح کرایہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک اکتاف  
 و شافعی واحد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت میں اوس سے منہی کرتے ہیں اسکے  
 نظائر بھی بہت ہیں یہ ایک اصل ہوئی **ف** دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب  
 ایسا معاملہ کیا جسکے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ میں کیا تو اب دوسرے مسلمان کو  
 ویسا ہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال میں جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اس معاملہ  
 کا نہ ہو من خطاب کے سامنے یہ مرفوعہ آیا تاکہ بعض عمال اہل جزیہ سے بعوض جزیہ خرچہ لیتے  
 ہیں کہ قاتل کرے اللہ اوس عامل کو اوسکو یہ نہیں معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ  
 الیہ ورجعت علیہم الشحوم فجلوہا و باعوہا و اکلو اثمہا کما کہ وہ حرام و نہیں کو  
 دے دو کہ وہ فروخت کرے اوسکی قیمت داخل کریں یہ اسلئے لکھا کہ وہ اپنے دین میں معتقد  
 اسکے جواز کے تھے اسی جگہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جنکو وہ باہم کرتے  
 اور جائز سمجھتے ہیں اور لین دین اموال کا باہم اونکے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں گے  
 تو یہ اموال اونکے لئے حلال رہیں گے اور جب ہماری طرف تکامل لائیں گے تو ہم بھی وہ مال  
 اونہیں کے ہاتھ میں بدستور رہنے دینگے خواہ یہ تکامل قبل اسلام کے کریں یا بعد اسلام  
 اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حذر واما بقی من الرب ان کنتم مومنین  
 اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ جو اونکے ذمہ پر باقی رہ گیا ہے وہ چور و زور کو یہ حکم نہیں دیا  
 کہ جو لے چکے ہو وہ بھی سپرد و اسلئے کہ وہ اوس پر باکو حلال جانتے تھے اسی طرح جب  
 کوئی مسلمان ایسے معاملات کر گیا جسکے جواز کا معتقد ہے جیسے حیل ربوہ جب فتویٰ حنفیہ  
 شافعیہ دیتے ہیں اور ایسے معاملات میں لگیا یا کہیتی کر گیا اس شرط پر کہ بیع کا شکار کا ہو  
 یا زمین کو پیداوار زمین پر کرایہ دیا یا حبس خارج پر پٹنل اسکے یا مل لگیا تو دوسرے مسلمان  
 کو بھی اس طرح کا معاملہ کرنا اوس سے اس مال میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد  
 اسکے جواز کا نہ ہو اور اگر بعد میں اوس پر یہ بات گھل جاوے گی کہ تحریم راجح تھی تو یہی اوس پر اخراج

اوس مال مکسوب کا بتاویل سائغ لازم نہاویگا کیونکہ یہ اولیٰ تر ہے ساتھ عفو یا عذر کے کفر  
متاؤل سے اگرچہ بعض فقہاء بعض اہل ورع پراس بات میں اتفاق کریں کہ وہ ناجار کفار سے  
معاملہ کرے اور معاملہ مسلمانین کو ترک کر دے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ و رسول کسی  
مسلمان کو یہ حکم نہیں دینگے کہ وہ مال کفار کھائے اور مال مسلمانین چھوڑ دے بلکہ اہل اسلام اولیٰ تر  
ہیں ساتھ ہر خیر کے اور کفار اولیٰ تر ہیں ساتھ ہر شر کے **ف** تیسری اصل یہ ہے کہ حرام  
و وطر حیر ہے ایک حرام بالوصف جیسے مردار و گوشت خوک سواں طرح حرام جب کسی شے  
مائع میں مختلط ہو جائیگا اور اوسکی لون و طعم و ریح کو مغیر کر دیگا تو وہ شے حرام ہو جائیگی اور  
اگر مغیر نہ کر لیگا تو اوس میں نزاع ہے یہ جبکہ اوسکے ذکر کی نہیں ہے دوسرا حرام بالکسب جیسے  
مال ماخوذ بخصب یا بعقد فاسد یہ اگر کسی مال حلال میں مل جائیگا تو اوسکو حرام نہ کر لیگا اس صورت  
میں اگر ایک شخص نے روپیہ اشرفی آرگندہ مخمر غصب کا لیکر اپنے مال میں ملا لیا تو وہ سارا  
مال حرام نہوگا نہ اوسپر اور نہ اسپر بلکہ اگر دونوں مال متماثل ہیں اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر  
اپنے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونوں میں سے  
عین مال دیگر زیادہ ہوگا تو دوسرا مثل اوسکے لے لیگا رہی یہ بات کہ خلط مثل اتلاف کے  
ہے یا نہیں اسمین دو وجہ ہیں مذہب شافعی واحد وغیرہ میں ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے  
مثل اوسکے حق کے جہان سے چاہے اوسکو دے دوسرے یہ کہ اوسکا حق اسمین باقی ہے  
مالک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اوس مختلط سے طلب کرے یہ اصل بہت نافع ہے **س**  
کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرتے ہیں کہ دراہم محرّمہ جب مختلط بجلال ہو جاتے ہیں تو سارا  
مال حرام ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہاں بعض علماء نے قلیل میں توسع کیا ہے مگر جبکہ  
کثیر ہے تو اوس میں ہمیں کسی کا نزاع معلوم نہیں ہے **ف** چوتھی اصل یہ ہے کہ جب  
شناخت مالک کی مستز ہو تو اوس مال کو مصالح مسلمانین میں نزدیک جماہیر علماء کے صرف  
کرنے جیسے مالک والو حنیفہ وغیرہ اگر ایک انسان کے ہاتھ میں مال غصب یا عاریت یا قرض

یا رہیں ہے اور وہ معرفت اصحاب اموال سے یا بوس ہے تو وہ اون اموال کو مالکین کی طرف  
 صدقہ کر دے یا مصالح مسلمین میں صرف کرے یا امام عادل و قائم عدل کو سونپ دے کہ وہ اسکو  
 مصالح شرعیہ میں اوٹھا دے بعض فقہاء نے کہا ہے بلکہ توقف کرے یہاں تک کہ پتہ اصحاب اموال  
 کا لگے لیکن صواب قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ وہ  
 بحر صحران ہلاک و استیلا و ظلمہ میں رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خریدی کی پرگھر  
 میں گئے کہ قیمت لائیں باہر اگر بائع کو نہ پایا مسکینوں کے گھر پہرنے اور اس قیمت کو صدقہ  
 کر دے اور کہنے لگے اللہ ہم عن رب الجارہ یتا یعنی یہ صدقہ طرف سے مالک کنیز کے ہے فان  
 قبل فذالك وان لم يقبل فعولى وعلى مثله الى يوم القيامة یعنی اگر اس مالک کنیز نے  
 اس صدقہ کو قبول نہ کیا تو یہ اسکی طرف سے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرف سے ہے اور مثل  
 اس کے مجھے تاقیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت میں سے کچھ خیانت کر لی تھی اور  
 بعد اوندے تفرق کے وہ مر گیا بعض تابعین نے فتویٰ دیا کہ اوںکی طرف سے تصدق کر دیا جائے  
 اس فتویٰ پر سارے وہ صحابہ و تابعین جنکو یہ فتویٰ پہنچا رضی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ  
 اہل شام اسکی بنیاد و اصل پر ہے ایک وقف عقود و تصرف عن الغیر پر بغیر اس کے اذن کے  
 راسخین تین قول ہیں ایک یہ کہ بیع کرے اور اس بیع کو اجازت متصرف عنہ پر موقوف کرے  
 اگر اسنے اجازت دیدی تو جائز ہوئی یہی مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا ایک روایت  
 میں اور ایک قول شافعی کا یہی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے مذہب مشہور شافعی کا یہی  
 ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا مستند رہا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو  
 وہ بیع موقوف و واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اسکو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد میں  
 نہیں کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجبور ہوا تو حکم معدوم میں ٹھہرے گا اسکا بیان اصل  
 پنجم میں آتا ہے اس سے کشف ستر مسئلہ ہوگا و پانچویں اصل یہ ہے کہ حکم مجبور کا شریعت میں مثل  
 معدوم کے ہے اور مثل اس کے معجز عنہ بھی قال تعالیٰ لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها و

**قال تعالیٰ** فانقوا لله ما استطعتم اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم بامر فاقوا منه  
 ما استطعتم سو اللہ کا حکم مشروط بقدرت و ممکن عمل ہوتا ہے ہم جب اوسکی معرفت و عمل  
 سے عاجز ہونگے تو وہ ہم سے ساقط ہو جائیگا اسی لئے حضرت نے لفظ میں فرمایا ہے کہ جب  
 اوسکا صاحب یعنی مالک آئے تو اوسکو دید و نہ و واللہ کامل ہے جسے چاہے دے سوتے  
 لفظ ملک مالک معصوم تھا لکن جبکہ شناخت اوسکی متعذر ہوئی تو یہ فرما دیا ہی مال اللہ یوتیبہ  
 من یشاکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ ملک مالک اول کی اوس سے نائل ہو جائے  
 اور وہ مال اس ملقط کو بجا لے سو درمیان امت کسے اس بارہ میں بعد تعریف  
 یکسال کے کچھ نزع نہیں ہے کہ ملقط اوسکو صدقہ کر دے اور اگر خود فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا  
 مالک بن جائے رہی یہ بات کہ باوجود غنا کے بھی مالک ہو سکتا ہے یا نہیں اس میں دو قول مشہور  
 ہیں مذہب شافعی و احمد کا یہ ہے کہ ملک جائز ہے اور مذہب ابوحنیفہ رح کا یہ ہے کہ جائز نہیں ہے  
 پہر اگر کوئی آدمی مر گیا ہے اور اوسکا وارث پیدا نہیں ہے تو وہ مال مصالح مسلمین میں صرف  
 کیا جائیگا اگرچہ نفس الامر میں کوئی وارث غیر معروف کیوں نہ ہو ہاں اگر وارث ظاہر ہوگا تو پہر  
 اوسکو وہ مال دید یا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اوسکا غیر حرام  
 لوگ کثرت سے مرتے ہیں اور انکے عصبات ہوتے ہیں جو بعد ایک مدت کے پہچانے جاتے ہیں  
**ف** یہ بات ظاہر ہو گئی تو اب کہا جاتا ہے کہ جو اموال مخصوصہ و مقبوضہ بعقد و غیر مباح القبض  
 موجود ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں مسلمان کے ہیں تو ان اموال سے اجتناب کرے کہ  
 کسی نے اوسکو چرایا یا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اسکا  
 لینا درست نہیں ہے نہ بطریق ہیبت نہ بطریق معاوضہ نہ بطور وعدہ نہ بطور قیمت مبیع نہ  
 بطریق وفاء قرین کیونکہ یہ شخص کچھ اوس مظلوم کا مالک نہیں ہے اور اگر اس مال کو کسی  
 تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفاء کرنا اوسکا بیع و اجرت  
 و قرین وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر مجبول الحال ہے تو مجبول مشل معدوم کے



ہوتا ہے اور اصل اوس چیز میں جو ہاتھ میں کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوس کی ملک ہے  
 اگر وہ دعویٰ اپنی ملکیت کا کرتا ہے یا اوس کا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی  
 بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال میں کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت  
 تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اوس مال کا جو اوس کے ہاتھ میں ہے معلوم نہ ہوگا تو  
 حکم اصل پر کیا جائیگا اگر ایک درہم نفس الامری منسوب تھا اور پچھین نہیں معلوم ہے اور  
 مجھول کو حکم معدوم کا ہے تو لینا ہمارا اوس درہم کو قیمت بیع و اجرت عمل و بدل تصرف میں  
 اخذ لفظ سے کچھ کم نہیں ہے اس لئے کہ لفظ کو بغیر عوض لیا تھا اور اوس کا مالک معلوم نہ تھا  
 اور اس مال کا مالک بھی معلوم نہیں ہے اور اس کو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو ہم پر حرام  
 نہ ہوگا ہاں جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ و رع اوس سے  
 ترک معاملہ کر دیو اگر اکثر مال اوس کا حرام ہے تو اوس میں درمیان علماء کے نزاع ہے  
 رہا مسلمان ستور الحال سوا اوس سے معاملہ کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے بلکہ جو کوئی  
 اوس سے معاملہ ترک کر دیگا وہ مبتدع فی الدین ہوگا جس کے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہیں  
 فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہو جاتا ہے اس غلط سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ  
 نجبان و الثبان ماکولہ شاید اصل میں منہوب و منسوب ہوں یہ کہنا چاہئے کہ مجھول کو حکم معدوم  
 کا ہے سو جبکہ یقیناً اس کا علم نہیں ہے تو گویا میرے سے نہ فار تگری ہے نہ غصب ہے اس لئے  
 کہ التذریک نے جن معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اس لئے کیا ہے کہ ان میں ظلم ہے قال تعالیٰ  
 لقد اهلست لکم سلطانا بالبینات وانزلنا معکم الکتاب والمیزان ليقوم الناس بالقسط غصب  
 اور اوس کے انواع جیسے سرقہ و خیانت و اخل ظلم ہیں میرور با اسی لئے حرام ہے  
 کہ ان میں ظلم ہے سو جب بات یوں ٹھہری تو یہ مظلوم جس کا حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھ نہ رہت  
 کر دیا گیا ہے اور خریدار اوس پر قابض ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ کیسا مال ہے پہر وہ مال  
 اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اس پر کچھ ظلم نہیں کیا ہے ظالم وہی شخص تھا جس نے اس پر تعدی  
 کی تھی لیکن اتنی بات باقی رہی کہ اگر ظلم کو یہ حال معلوم ہو جائے تو مطالبہ اس مال کا اور ان  
 لوگوں سے اس کو پہنچتا ہو بسبب التزام ضمان کے یا نہیں اس میں علما کے دو قول ہیں اصح یہ ہے  
 کہ مطالبہ نہیں پہنچتا اور جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے غار پر نہ معذور پر کیا ہوا صحیح  
 وہ باہم متنازع ہیں اس امر میں کہ مالک کو مطالبہ کرنا معذور سے یا ضمان کا غاڑ سے پہنچتا ہے  
 یا نہیں اس میں بھی دو قول ہیں مذہب احمد وغیرہ میں اسکی مثال یوں ہے کہ ایک ظالم  
 ودیعت رکھے پاس ایسے شخص کے جو نہیں جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے چر وہ ودیعت  
 ہو گئی تو اب مالک سود سے مطالبہ کرے یا نہ کرے اس جگہ دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ نہ کرے  
 اور اگر وہ مال کسی ضمان کو کھلادیا ہے اور مال ظلم کا معلوم نہ تھا پھر مالک کو معلوم ہوا تو اب وہ  
 مطالبہ اس کا ضمان سے کرے یا نہ کرے اس میں بھی دو قول ہیں ایک یہ کہ نہ کرے اور جو قائل  
 ہے مطالبہ کا وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اس پر بابت اس مال  
 کے کچھ گناہ نہیں ہے اور نہ اس پر تاوان آتا ہے بلکہ ادا دشمن لازم ہے اس لئے کہ وہ بئنہ  
 مشتری کے ہے اور یہ قائل یوں کہتا ہے کہ کسی حال میں بھی اس پر اکل میں نہ کچھ اشتم ہے  
 اور نہ کچھ غرم ہے غرم ہے تو غاصب پر ہے جس نے براہ ظلم و ستم مال اس کا ناحق لے لیا ہے سو جب ہم  
 کوئی مال عین ہاتھ میں کسی انسان کے دیکھیں گے اور ہمیں یہ بات معلوم نہ ہوگی کہ یہ  
 مال معصوب ہے یا مقبوض ساتھ ایسے قبض کے ہے جو مفید معاملہ مالک نہیں ہے اور  
 ہم اس مال کا استیفاء یا ہب کر لینگے یا کسی اجرت یا بدل قرض میں لے لینگے تو ہم کچھ  
 گناہ اس بابت بالاتفاق نہ ہوگا اگرچہ نفس الامر میں وہ مال مسروق یا معصوب ہے پھر بعد اس کے  
 ہم نے جانتا کہ وہ مسروق تھا تو اصح قولین یہ ہے کہ ہم کچھ واجب نہیں ہے مگر وہی امر جس کا  
 التزام ہم نے عقد میں کر لیا تھا اس قدر ضمان کا ہم پر نہ ہوگا خواہ یہ میں گیا یا ہمہ میں اور  
 ضمان زیادہ قیمت سے نہیں ہوتا ہے اسی طرح اجرت و بدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اوہیں تقرر کیے تھے تو پھر نہ مان سقے نہ ہوگا لکن فقہاء نے اس مسئلہ میں تنازع کیا ہے  
 وہ یہ ہے کہ مالک کو تفسیر اس معذور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہو گیا ہے پھر رجوع غار پر  
 بعد من غرم غور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا معذور سے نہیں پہنچتا بلکہ اوسے میں جب ضمان ہے  
 اس میں رد و قول ہیں اور وہ دونوں دور وایت ہیں احمد سے اسی کے مانند یہ شکل ہے کہ ایک  
 شخص نے ایک کنیر غصب کر لی اور ایک انسان نے اوس کنیر کو اس غاصب سے خرید کیا اوس  
 اولاد ہوئی یا اوس کو مہر کر دیا تو اس صورت میں صحابہ و ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ  
 ولد اوس معذور کا حویبر کا اسلئے کہ واطی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ وہ کنیر کسی غیر کی ملکیت ہے  
 بلکہ وہ تو اوس کو اپنی ملک سمجھا ہوا تھا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت  
 ورق میں تابع مادر اور نسب و الامین تابع پدر ہوتا ہے معذرا اوس ولد کو آزاد نہیں کیا کیونکہ  
 اوس کے والد کو یہ حال معلوم نہ تھا اور مجہول مثل معدوم کے ہوتا ہے ہاں سید جاریہ کے لئے  
 بدل و لد واجب بتائے ہیں اسلئے کہ وہ اوس کا مستحق تھا اگر یہ غور لینے دھوکا نہوتا  
 سو جب اوس ولد کو ملک سید سے ناحق خاریج کیا تو اب سید کو بدل اوس کا ملنا چاہئے اور  
 عمر بھی ملے لکن اصح قولین میں یوں کہنا ہے کہ لزوم اس بدل کا ذمہ پر غاظا لم کے ہے  
 جس نے اوس باریک غصب کیا تھا پھر اوس کو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر معذور مشتری کے  
 اوس قدر لازم ہے جب کا التزام اوس سے عقد میں کیا تھا یعنی فقط شن اب رہی یہ بات کہ  
 صاحب جاریہ مطالبہ فدا و ولد و مہر کا معذور سے کرے اور معذور مطالبہ اوس کا غار سے کرے یا  
 فقط مطالبہ صاحب جاریہ کا غاظا لم سے چاہے اس میں رد و قول ہیں وہ دونوں دور وایت  
 ہیں امام احمد سے درمیان امت کے اس میں نزاع نہیں ہے کہ وہ واطی حرام نہ تھی اور وہ بچہ  
 ولد رشہ ہے نہ ولد زنیہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صورت میں تنازع نہیں  
 کیا ہے کہ اکل و اللبس و واطی عالم پر اہم نہیں ہے بلکہ تنازع ضمان میں ہے کیونکہ ضمان  
 یاب عدل سے ہے جو حق میں آدمیوں کے واجب ہے اور عہد و خطا میں واجب آتا ہے

واما کان لمومن ان یقتل مرمنا الا خطا و مرقب تل موصنا خطا فخر برقبه موصنة  
 و حربة مسلحة الی اهلہ الا ان یصل قوا معلوم ہو کہ قاتل نفس براہ خطا نہ آثم ہے نہ  
 فاسق لکن او سپردیت لازم آتی ہے اسی طرح جسے کوئی مال مقصوب براہ خطا تلف کر دیا ہو اس پر  
 بدل او سکا لازم ہے کوئی گناہ او سپر نہیں آتا ایمان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آثم شفیق ہوتا  
 ہے ہمراہ عدم علم کے اس صورت میں سارے اموال جو ہاتھ میں اہل اسلام و اہل کتاب کے ہیں اور  
 کسی دالالت و امارت سے اول کا مقصوب یا مقبوض ہونا قبض ناجائز معلوم نہیں ہے جس کے سبب سے  
 قابض کے ساتھ معاملہ کرنا و انہو کو معاملہ کرنا ساتھ او نکلے اس مال میں بلاربے نفاع است  
 کے درست ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب اموال لوگوں کے اسی طرح پر ہیں اور وہ تب جن  
 جو مفید ملک نہیں ہوتا ہے ظلم محض ہے رہا وہ مال جو بقصد فاسد مقبوض ہے جیسے رہا و مسیر یعنی  
 جو اونچے چاروہ مفید ملک ہے یا نہیں سو اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابو حنیفہ رحمہ  
 اسی طرف گئے ہیں دوسرے قول یہ ہے کہ مفید ملک نہیں ہے شافعی و احمد کا مذہب معروف  
 یہی ہے تیسرے قول یہ ہے کہ اگر مر گیا تو مفید ملک ہے اور اگر رو کرنا او سکا مالک کو ممکن ہے اور وہ  
 و نزع میں متغیر نہیں ہوا ہے تو افادہ ملک نہیں کر لگا مذہب مالک اسنطر حرجی ہے شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ رحمہ کہتے ہیں ہم نے ان امور و قواعد کا بسط اور مکث کیا ہے بیان تو فقط اون قواعد  
 شریفہ پر آگاہ کیا گیا ہے جو نسخ باب اشتباہ ہیں اس اصل میں جو کہ منجملہ ایک اصول اسلام  
 کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ دار مدار اصول اسلام کا تین حدیثوں پر ہے  
 ایک الاحلال بلیں و الحرام بلیں الہ و دوسری انما الاعمال بالنیات الخ تیسری من عمل عملا  
 لیس علیہ امرنا فهو لک کیونکہ اعمال و طرح ہوتے ہیں ایک مامور دوسرے مخطوہ و موعود  
 اول میں ذکر مخطورات کا ہے مامور وہ ہے جس کا قصد قلب و نیت نے کیا ہے رہا عمل ظاہر  
 سو یہ وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قولہ لیلو کہ  
 ایکرا حسن عملا میں کہا ہے یعنی اخلصہ و اصولہ پوچھا اسے ابو علی اخلص و

اصوب بخل کیا ہے کما عمل حبب لہ ہوگا اور صواب نہ ہوگا یا صواب ہوگا اور حق الص نہ ہوگا  
تو قبول نہ ہوگا حبیب تک کہ خالص و صواب دونوں نہ ہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ  
موافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہاں تک پہنچے ذکر کی یہ بات روشن ہو گئی کہ قول  
قائل کا کہ اکل حلال مستغذ و دشوار ہے اور وجود اس کا اس زمانہ میں ناممکن و محال ہے مخالف  
اجماع ہے بلکہ اموال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے مقول  
اس قول کے بعض طوائف متفقہ و متصوفہ ہیں اور کبار مشائخ عراق سے جسے یہ بات کہی ہے  
ہم اسکو جانتے پہچانتے ہیں اور شاید یہ قول اونہیں کے پاس سے نزدیک شیعہ مصر کے  
منتقل ہو کر آیا ہے لیکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازہ اکل کو سدود کر دے بلکہ یوں  
کہہ دے کہ اس عہد میں کوئی راہ طرف دین کے نہیں ہے پہر قائل مذکور نے یہ بھی ذکر کیا  
ہے کہ جب یہ دشواری ٹھیری تو اب کیا کرے کیا نکرے لیکن اس دم اسکا استحضار نہیں ہے  
عاقلاً کو تدبیر کرنا چاہئے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے جیسے کتاب و سنت اجماع  
سلف است و ائمہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی  
متناقض نکالے جسکو عقل و دین دونوں نہ کریں گے لیکن اگر مجتہد متحرر طاعت خدا و رسول  
ہوگا تو اللہ اسکے اجتہاد پر اسکو ثواب دے گا اور اگر خطا کرے گا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفر لنا  
و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک  
سکون رحیم **ف** رہی یہ بات کہ وقعہ منصورہ میں جب تقسیم غنائم کی نہوئی تو اوسمیں  
شہد داخل ہو گیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض اموال مردم  
میں مختلط ہو گیا ہے جیسے مال غصب جیسے ولایت و قطاع و اہل فتن قدرت رکھتے ہیں اور  
داخل خیانت معاملات میں جو اس اختلاط سے بھی پیشتر جوتی ہے خصوصاً ان بلاد مصر یہ میں  
کہ وہ بہ نسبت اقلیم شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم میں بسبب اسکے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر  
براہ خیانت و جحوظ ظلم کرتے ہیں اور طرف سے متولین ناحق کے کثرت سے ظلم ہو کر رہا ہے

سو احالہ تحریم کا اس امر پر اولیٰ اثر ہے احالہ تحریم سے منہائے پر دوسرے یہ کہ ہم نے بابت ان منہائے  
 کے مذاہب فقہاء کو ذکر کر دیا ہے اور بیان کر دیا کہ جب امام نے اذن اخذ کا بغیر قسم و پید یا تو  
 یہ جائز ہوا اور اگر جائز نہیں ہے تو یہی جس کیسے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز  
 ہے اور اگر مقدار حق سے زیادہ ستانہ کی ہے اور واپس کرنا اوسکا اصحاب مال پر بوجہ عدم  
 علم متغذر ہو گیا ہے تو پھر اوسکو طرے اذن اصحاب کے تصدق کر دے اور اگر تصدق  
 نہیں کیا ہے بلکہ اوسمین تصرف کر لیا ہے تو پھر اوس مال میں سے جسکے پاس کچھ بہنچا  
 اور اوسکو مال اوس مال کا معلوم نہیں ہے تو یہ مال خدا اوسپر حرام ہے اور نہ کچھ اس بابت  
 اوسپر گناہ ہے یہی بات کہ یہ حکم سائر خصوص مذکورہ میں جاری ہو سکتا ہے یا نہیں سو  
 اسمین اختلاف ہے لکن بیان مذکور سے یہ بات تو سمین ہو چکی ہے کہ جس نے اپنی جان کو اجا  
 میں دیا یا اپنا جانور گرایہ پر چلایا یا اپنی زمین دیکر قیمت یا اجرت لی تو یہ کچھ اوسپر حرام نہیں  
 ہے خواہ اوسکو یہ بات معلوم ہو کہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے یا اوس کا  
 حال معلوم نہیں ہے بلکہ مستور ہے لکن اگر یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مالک نے اوس مال  
 کو غصب کیا ہے یا چور یا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جسکالینا مشن و اجرت  
 میں درست نہیں ہے تو یہ جگہ تراع کی ہے فقہاء و علمائین **ف** یہ قول قائل کا کہ درہم  
 نے کس طرح تعیین کو قبول کیا جسکی وجہ سے سبب منوع حرام ہو گیا اور کس طرح تعیین کو قبول کیا  
 جسکی وجہ سے سبب مشروع حلال ٹھیکر گیا سو اسکی صورت یہ ہے کہ درہم قابل تعیین ہے حرام بالو  
 اور محرم بالکسب میں اول کی مثال خمر ہے کہ جب تک عصیر تھا حلال طاہر تھا باتفاق علما جب خمر  
 تو حرام ہو گیا پھر خمر سے بفضل خدا بغیر قصد سرکہ بن گیا تو حلال ٹھیکر باتفاق علما اختلاف اوسمین ہے  
 جسکی تخمیر و تحلیل کا قصد کیا گیا ہے اسی طرح سائر نجاسات میں تراع ہے جیسے خمر جبکہ تک  
 ہو جاوے اور نجاست جبکہ راکہ بن جائے تعیین نے کہا پاک نہیں ہوتا یہی قول ہے شافعی  
 کا اور ایک قول مالک واحد کا وہ اصح دوسرے کی مثال آب مغموب ہے کہ وہ حرام ہے اسلئے

کہ ظالم نے اس پر براہ ظلم قبضہ کر لیا ہے پھر اگر حق سے قابض ہو گا تو مباح ہو جائیگا مثلاً مالک  
 مال غاصب مذکور کو اذن اور سکا دیدے یا ہبہ کر دے یا اسکے ہاتھ فروخت کر دے یا خود  
 مالک اور سکا یا ولی یا وکیل مالک کا اور سکو اپنے قبضہ میں لے لے پھر اگر غاصب نے وہ پانی ایسے  
 شخص کو دیدیا ہے جسکو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ پانی منسوب ہے تو اسکا لینا قبضہ کرنا  
 حق سے ہے نہ ناحق سے اسلئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امرنا معلوم کی نہیں دی  
 ہے اسی طرح حال اور شخص کا ہے جسے اس قابض سے اس پانی کو براہ حق لیا ہے  
 انتمی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ وایا نا لہ جتہ السالکۃ علی غضبہ وجنبنا عن  
 حرام المال وغضبہ بمنہ وکرہہ آمین **ف** حدیث نعمان بن بشیر میں نزدیک شیعین  
 وغیرہ کے حلال و حرام کا بیان ہونا فرما کر یہ ارشاد کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں امور  
 مشتبہ ہیں پھر ان امور مشتبہ کے ترک کرنے کو فرمایا ہے سو تفسیر مشتبہات میں اہل علم کا  
 اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہیں جنہیں قارن دلیلوں کا ہر کیسے کہا وہ ہیں  
 جنہیں اختلاف علما کا ہے کیسے کہا مراد قسیر مکروہ ہے کیونکہ فعل و ترک دونوں اور سکو اپنی  
 اپنی طرف کیونچے ہیں کیسے کہا مراد مباح ہے یہ چار قول ہیں مؤید قول اول وثانی  
 لفظ بخاری ہے لایسما کے شیر من الناس ترمذی کا لفظ یہ ہے لایدری لکھنؤ  
 من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام مفہم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات  
 کی ممکن ہے لکن ہر طورے لوگ اور سکو جانتے ہیں جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع  
 مشتبہات کا حق میں غیر مجتہدین کے اس طرح ہوتا ہے کہ انکو ترجیح ایک دلیل کی دلیلیں  
 میں سے ظاہر نہیں ہوتی مؤید قول سوم و چہارم کی روایت ابن حبان ہے بلفظ اجعلوا  
 بینکم و بین الحرام سائرۃ من الحلال من فعل استلماً لدینہ و عرضہ اس فقہ  
 پر حدیث متفق ہے تقسیم احکام کو طرف تین چیزوں کے اور یہ تقسیم صحیح ہے بعض مشائخ  
 عدم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ میں اور استکثار مکروہ سے حرام میں پڑ جاتا ہے

لایدری لکھنؤ

فتح الباری میں وجہ اول کو ترجیح دی ہے پہرہ بھی کہا ہے کہ عیب وجوہ کا مراد ہونا بھی کچھ  
 بعید نہیں ہے یہ وجوہ باختلاف مردم مختلف ہوتی ہیں انتہے لکن تفسیر اول و دوم صحیح ہے وجہ  
 صحت کی دلیل الطالب میں ذکر کی گئی ہے مشتبہ میں توقف کرنا چاہئے مثلاً ایک عالم نے کہا  
 کہ لحم خیل وضیع کا حلال ہے دوسرے نے کہا کہ حرام ہے یا ایک نے شراب ہمید و مثلاً کو حلال  
 بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھایا یا ایک نے کہا بیع فسیہ حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام  
 ہے تو اس جگہ شان ایسا نذر کی یہ ہے کہ ان اشیاء کو ترک کر دے کیونکہ اس جگہ یہ وقف ایسا  
 مسلک ہے کہ ہر ایک ان علماء میں سے ساتھ اس کے راضی رہ سکتا ہے رضا قائل تحریم کی خود  
 ظاہر ہے اور رضا قائل تسخیل کی اس طریقہ پر ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بات نہیں کہتا ہے کہ ان چیزوں  
 کا اکل یا تناول واجب ہے بلکہ غایت قول اس کا یہ ہے کہ یہ اشیاء حلال ہیں اور فعل و ترک  
 اون کا جائز ہے اس صورت میں تارک نزدیک و دونوں عالم کے مصیب رہیگا پس ورع محمود  
 اس حالت میں یہی وقف ٹھیکہ ورع جس طرح کہ ترک میں ہوتا ہے اسی طرح فعل میں بھی  
 ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہیں  
 ہے تو ورع اس جگہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھ مانع غسل سے نہیں ہے  
 بلکہ غسل میں ترغیب آئی ہے گو واجب نہ ہو اور جو اس کو واجب نہیں کہتا ہے وہ کچھ قائل  
 عدم جواز کا نہیں ہے بلکہ مسنون یا مستحب بتاتا ہے سو جس جگہ تعارض اولہ کا درمیان تحریم  
 و کراہت اور درمیان حلت و جواز کے ہو وہاں ورع ترک میں ہوتا ہے اور جہاں تعارض  
 ورمیان وجوب و نذر اور درمیان اباحت و استحباب کے ہو وہاں ورع فعل میں ہوتا ہے  
 ہاں اگر تعارض اولہ کا درمیان تحریم و کراہت اور درمیان وجوب یا نذر کے ہو تو وہ  
 جگہ البتہ مقام ضنک و موطن صعب و عقوبہ کو دے جیسے کہ اوقات کراہت میں نہی آئی  
 ہے نماز سے اور امرایا ہے نماز تحیت المسجد کا اس جگہ بعض نے کہا ورع ترک میں ہے  
 لکن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ میں موقع بچا کر مسجد میں آئے تفصیل اس قول کی دلیل ظاہر



میں ہے **فت** حلال بین وہ ہے جسکی تحلیل پر نفس وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحریم  
 منصوص ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نص کی ہے وہ جنس حلال بین  
 سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہیں ہے  
 تو وہ بھی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے وما سکت عنه فهو وما کان  
 رباک نسیا سو ایسا مباح جبکہ ذریعہ وقوع کا حرام میں نہ تو وہ بے شبہ مشتبہات میں  
 سندرج نہ ہوگا ہاں جو مباح ذریعہ حرام ہو سکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے استعمال  
 زوجہ سے حالت حیض میں باعداسی پس و پیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہیں ہوتے  
 ہیں اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا ماکہ باس بہ کا ہے ڈر سے مابہ باس کے  
 اس باب میں سلف بڑے محتاط تھے بعض لوگوں نے سالہا سال تک تبسم کیا ابن تیرین  
 نے تیل خرید کیا تھا تجارت کو ایک مشکیزہ میں ایک چوہا یا بگھان کیا کہ شاید عصیر میں پڑ گیا ہوگا  
 سارا تیل ہسپک دیا اوس سے نفع نہ لیا ایک بار ایک مال خرید کیا تھا اوس میں بارہ سو درہم کا نفع ہوا  
 دل میں شک پڑا کہ فلا سے مال پر اتنا نفع یعنی چھ اوسکو چھوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچھ سود  
 نہیں ہے خودی و مشق کی کچھ نہ کھاتے تھے پوچھا تو کہا ایام قدیم میں یہ باغات ہاتھ میں ظالموں  
 کے تھے معلوم نہیں کہ دخل و خرچ اولیٰ کس طرح پر تاغر فلک سلف کی مسالک ورع میں ایسے  
 تھے کہ خلف اوسپر سالک نہیں ہو سکتے ہیں شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے حرع مایور بیاک  
 الی ماکیر بیاک اسکو ترندی نے حسن ضبط سے روایت کیا ہے اور حاکم وابن حبان نے  
 صحیح بتایا ہے دوسری حدیث میں آیا ہے استفت قلبک ولو افتاک المفتون روحہ احمد  
 وابویعلی والطبرانی من حدیث رابصة مرفوعاً اسی باب سے یہ حدیث بھی ہر الاثر  
 ما حاک فی صدرک وکثرحت ان یطلع علیہ الناس بلکہ اس بارہ میں خود ہی حدیث  
 مشتبہات کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو رابع اربعہ اور احوال  
 کا ثبوت لیا ہے چہرہ دار احکام اسلام وقواعد دین و فصول شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہا ہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہیں غرضکہ وسیع اسکا نام نہیں  
 ہے کہ سارے مباحات کو ترک کر دی بلکہ اس مباح کی ترک کر نیکا نام ہے جسکو وقوع  
 حرام میں دخل ہو **ف** رہا مکر وہ سو وہ بالکل شبہ ہے کیونکہ اسکا حلال بن یا حرام بن  
 ہونا شارع سے نہیں آیا ہے بلکہ یہ مکر وہ ایک واسطہ ہے درمیان ان دونوں کے  
 بلکہ اخفا شے جس پر نام مشتبہ کا جاری کر سکیں یہی مکر وہ ہے مجتہد کو شناخت مکر وہ  
 کی اولہ سے دریافت ہو سکتی ہے سو جو چیز کہ اسکا مباح ہونا ظاہر نہیں ہوا ہے دخل مشتبہات  
 ہے اسی طرح وہ چیز جس سے سنی کسی حدیث ضعیف میں آئی ہے گو درجہ اعتبار کو نہ پہنچی ہو  
 اور وضعی ہو نا اسکا ظاہر نہوا ہو داخل مشتبہ ہے ایسے ہی مشتبہات کے بارہ میں  
 حفرک نے فرمایا ہے المومنون وقانون عند الشبہات سوشبہات اسو چند قسم  
 شہیرے ایک وہ جنہیں قمارض اولہ کا ہے دوسرے وہ جنہیں اختلاف علما کا ہے تیسرے  
 وہ بعض مباح جو بعض احوال میں ذریعہ حرام یا وسیلہ ترک واجب ہوتے ہیں یا اکثر  
 اولہ کا اودی طرف ان دونوں امر کے ہوتا ہے اگرچہ نادراں ہو جتے سارے مکر وہات یہ  
 بحق مجتہد و بحق مقلد دونوں کے مشتبہ ہیں یا بخون وہ چیز جسکی اباحت و عدم اباحت  
 میں شک ہو چھٹی وہ شے جسکی سنی میں کوئی حدیث ضعیف آئی ہے یہ دونوں قسم اخیر حق میں  
 مجتہد و مقلد دونوں کی شبہات ہوتی ہیں **ف** بخلاف اولہ کے جو بمنزلہ حدیث ضعیف کے  
 ہیں ایک قیاس ہے لکن جبکہ وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اس کے قائل  
 ہوں اور نزاع اوسمیں باعتبار صحت و بطلان و استدلال و رد کے بکثرت واقع ہوا ہو  
 پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی بخلاف مشتبہات کے شہیرے ہی حکم اوس تحلیل کا  
 ہے جو اس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی پس احتیاط کرنا اس کے فعل و ترک میں دخل  
 وسیع ہوگا اسمیں شک نہیں ہے کہ شبہ سارے ان افعال سے تعلق رکھتا ہے جنکا انسان  
 مباشر ہوتا ہے جیسے مالکات مشروبات منکوحات متال وکول و مشروبکی اوپر گزر چکی جیسے غسل

و شرب مثلث رہا نکاح اور سکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ میں نے ان میان بی بی کو دیکھا  
 پلایا ہے اور سوامی اور ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رضاعت کی موجود نہ ہو اور اولہ  
 اس جگہ متعارض ہوں تو ایسی صورت میں یہ امر شبہ ہو گا اور وریع اور سکے ترک میں شبہ ہو گا  
 حدیث شریف میں آیا ہے کیف وقد قبل یہی حکم ساری انشاءات عقود فاسدہ اور معاملہ  
 بیوع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوف کرنا اور نہیں داخل وریع ہوتا ہے اور اقدام کرنا اور نہ  
 اقدام کرنا ہے مشبہات اور پر حکایت بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جست اسلام  
 میں جو ان کے شہر سے نزدیک متی غارت گری ہو گئی اور نہ ان کے لئے سارے ماکولات لحم و حب و غیرہ  
 کو جو ان کے شہر میں آتا تھا ایک سال تک کمانا چھوڑ کر گھاس کھانے پر قناعت کی اگرچہ اگرچہ انہوں  
 نے اس بارہ میں اوپر تلاست کی مگر انہوں نے کسیکی بات نہ سنی ذکرہ الحافظ ابن القیصر  
 فی الکحل الطیب سوامین کچھ شک نہیں ہے کہ ایسے امور منویہ مظنہ اختلاط کے ہوتے  
 ہیں اجتناب اولیٰ سے باب اجتناب شبہات سے ہے اہل وریع ایسا کیا کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ  
 اجتناب ہمراہ تجویز اختلاط کے ہے اس لئے فاعل اوس کا لائق مقت کے نہیں ہو سکتا ہے ہاں اتنی  
 بات ہے کہ اکل عشب پر حرم جانا ایک طرح کا غلو ہے دین میں یہ کیا ضرور ہے کہ اوس گاؤں  
 یا شہر میں کسیکے پاس بھی کوئی رزق حلال موجود نہ ہو تلاش شخص سے میسر آنا اہل حلال کا  
 ممکن نہ ہو کسی اور جگہ نقل مکان ہو سکتا تھا جہاں رزق حلال میسر آ سکتا ہے اگرچہ نعمت  
 سدق ہی کیون نہ جس طرح کہ امام نووی کے باپ ان کے وطن سے واسطے ان کے قوت پہنچتے  
 تھے ہاں اگر کسی طرح ہر قدرت استخراج خالص کے شائبہ حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی  
 غیر ملکہ سے بوجہ شدت اختلاط ممکن کی سائنہ معروف کے حاصل ہو سکے اور کوئی رستہ طرف  
 رزق حلال کے باقی نہ ہے اور یہ اشتباہ و اختلاط نفس الامری مقتضای شرع ہر واقع  
 ہو اور کسی و سورہ سے پیدا نہ ہو تو البتہ اس صورت میں عدول طرف اکل عشب کے ہو سکتا  
 لیکن اس شرط سے کہ ضرر نہ کرے اور سدق پر بھی قدرت نہ ہو بلکہ ایسی صورت میں

تو شارع نے تناول کرنا مال حرام بحت کا بقدر استدیع مباح فرمادیا ہے سہراوس چیز کا  
 کیا ذکر ہے جو حرام بحت نہ ہو بلکہ حلال مختلط حرام ہو **نکتہ** اتفاقاً شبہات کچھ  
 مالکولات و مشروبات ہی کی نہیں ہے بلکہ عام ہے سارے افعال و اعتقادات و عبادات  
 میں اسکی تفصیل دلیل الطالب میں لکھی گئی ہے اور حکم پر شبہ کا کسی شے میں ہو ہی  
 وقوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور مجتنب رہنا اوس سے تاکہ کہیں محرمات میں نہ پڑ جا  
 عیاذُ باللہ واللہ اعلم بالصواب

**خاتمہ اس بیان میں کہ سبق کرنا واسطی اپنے او  
 اہل و عیال کے اور طلب کرنا اسوگی کا مال منع نہیں ہے**

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطی عیال کے اور داخل ہونا اسباب  
 تحصیل مال حلال میں ناجز ہو طریقہ صحیح اسے بلکہ مخالف ہدیٰ مرسلین و مبائن مسلک زاید  
 ہے سو یہ اعتقاد اولاً کاہم عظیم و جہل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود سید المرسلین امام الزاہدین  
 رئیس الصالحین صلعم سے ثابت ہوئی ہے حضرت نے سوال غنا کا اپنے رب سے کیا ہے  
 صحیحین وغیرہ میں آیا ہے اللہم انی اسئلك الهدی والتقی والعفاف والغنا  
 اس بارہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں ع یہ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور اوپر سے نہیں  
 کیا ہے اور خود اللہ پاک نے حضرت پر سنت غنا کی رکھی ہے قال سبحانہ وتعالی  
 ووجدك عائلاً فاغنی اور شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے اپنے خادم  
 انس رضی اللہ عنہ کو دعای غنادی تھی یہ بھی صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا اللہم انی اعوذ بک  
 من الجوع فانك یلس الضجیع اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمام اجاعک من هذا المال  
 انت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعہ نفسك یعنی جو مال تجھ کو دیا

ملے وہ تولے لے اور جو نہ ملے تو اسکی فکر نہ کر اور احادیث صحیحہ میں نہی آئی ہے مسئلہ یعنی  
 سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کی ہے  
 رَبِّ اِنِّیْ لَمَا اَنْزَلْتَ اِلَیْیَ مِنْ خَیْرِ فَقِیْرٌ وَّادْخِیْرٌ مِّنْ مَّالٍ ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل  
 فرمایا ہے کہ اوسنوں نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الابرار ایوب علیہ السلام  
 نے جب دیکھا کہ اوسکے پاس سونے کی تریان گرتی ہیں لگے اوسکو سمیٹنے اللہ نے فرمایا اَلَمْ  
 اَعْطٰکَ مِنْ هٰذَا کَیًّا مِّنْ تَحْتِیْ اِسْکَیْنِ لَیْنِ سَے غنی نہیں کیا ہے اوسنوں نے عرض کیا وکن  
 لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرِّکَتِکَ یہ قصہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے حکایت  
 کیا ہے کہ اوسنوں نے یون کہاد اور زقنا وانت خیر الرازقین اسی جبریل سے یہ سوال حسنہ  
 دنیا کا ہے اسی آیت پاک میں ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرہ حسنة و قنا  
 عذاب النار اولئک لهم نصیب ما کسبوا **وقوله تعالیٰ** و اخری تحبونہا  
**نصر من اللہ فتح قریب الی قوله** و اسر زقنا وانت خیر الرازقین حاصل یہ سہل  
 کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء و علماء و زاہدین و صلحا سے ثابت و واقع  
 ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد و طالب رزق خدا ہیں تو سہی کچھ بے  
 سنہیں ہے اسلئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال اسطرح و صلاح شمار و برکت فی الارزاق  
 کا کرتے ہیں یہ عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے انہیں جو لوگ متوجع  
 مستفی پر پیر گار ہیں اولکاسوال مقید بوجہ حلال ہوتا ہے و عا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل  
 رزق میں اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع و تبارک طرق کے  
 داخل سعی ہیں چندین شکل از برای اکل اسکا منکر گویا منکر ایسی چیز تھا ہے جو ہر فرد بشر کو از برای  
 آدم میں سے معلوم ہے ذرا اوس حال کو تو دیکھو چسپہ صحابہ ایا م نبوت میں تھے ہر صحابی اونیہ سے  
 تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سا بھی سبب کیون نہوتا اور  
 جو انہیں ان اسباب سے عاجز تھا تو جو رزق و مال اوسکے پاس آتا وہ اوسکو قبول کر لیتا جیسے

انکا وقوف معصوم پر یہ بھی باب طلب رزق سے تھا اسی طرح بعد ایام نبوت کے حال رہا کہ خلفاء  
 راشدین اپنا نصیب و حصہ بقدر اپنی احتیاج و احتیاج اہل و عیال کے بروجہ عدل و طریقت پر  
 لے لیتے تھے حالانکہ وہ ازہر عباد تھے دنیا میں اسی طرح جو صحابہ بعد انقضائے خلافت نبوی سالہ نبوت  
 کے تھے لقولہ صلح الخلافۃ بعدی ثلاثون عاما و انکا بھی یہی حال تھا جب زمانہ  
 خلافت کا گزر گیا اور ملک گزرا یہاں تک کہ ابھی صحابہ امرا المسلمین کا قصد کر کے جاتے اور اسنے اپنا  
 حق بیت المال میں سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قبول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے  
 سو یہ اگر طلب کرنا رزق کا نہ تھا تو پھر کیا تھا یہی حال بعد صحابہ کے تابعین کا رہا یہ دونوں قرون  
 غیر قرون میں سے تھے بعض احادیث صحیحہ پر اس میں ایسے لوگ بھی تھے جو تائمن بالامر کی طرف سے  
 متولی اعمال ہوتے تھے جیسے قضا و امارت بعض بلاد و امارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار  
 نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی کا اسمین کچھ اختلاف ہے یہ بھی ایک نوع ہے انواع طلب رزق  
 سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تھا جیسے قضا و امارت حبش غزو کیونکہ قربت میں ہونا اس شخص  
 کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تھا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہوئی ہے  
 تب سے اب تک یہی عمل در آمد سارے مسلمانوں کا ساتھ حملہ ملک اسلام کے رہا ایک جماعت  
 والی تھا ہوئی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلاد شہیری کی ایک  
 جماعت امیر لشکر بنی ایک جماعت نے عدلیس ملائین اختیار کی غالب جزایات و وظائف  
 بیت المال سے تھے یہی بات کہ ملک میں بعض ظالم جاہل ہوتے ہیں سو یہ بات  
 ٹھیک ہے مگر یہ شخص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ اتصال اسلئے نہیں اختیار  
 کیا ہے کہ اسنے ظلم پر مزدگار بنے بلکہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ درمیان لوگوں کے موافق حکم  
 خدا کے قضا یا افتا کرے یا جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اسکو اونسے وصول  
 کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جنگ کے ساتھ حکم جنگ کا ہے اسنے ساتھ جہاد کرے یا جس عداوت  
 رکھنے کا حکم ہے اسکا دشمن بننا ہے سو جب بات یوں ہوئی تو گو کہ وہ بادشاہ اعلیٰ سے اعلیٰ

درجہ کا ظالم کہیں نہ کوئی گناہ اس کے ظلم و ستم کا ان لوگوں کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک  
 شخص کو انہیں سے کچھ بھی دخل تخفیف ظلم میں ہوگا اگرچہ اقل قلیل و احقر حقیر ہی ہو  
 بلکہ وہ اپنے اس منصب میں باجور باجرا بلغ ٹھہر گیا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم میں  
 اس شخص کے ہے جو کہ طالب حق و کارہ باطل اور سامعی دفع ظلم میں بقدر بلوغ طاقت حصول  
 قدرت ہے کچھ معین اس کا ظلم پر یا سامعی تقریر ظلم یا تحسین جو میں یا مؤرد شبہ کا تجویز  
 ظلم میں نہیں ہے ہاں اگر وہ اپنی جان کو کسی شے میں ان امور سے داخل کر گیا تو طائفہ  
 ظلمہ و فریق جو رہ میں شمار کیا جائیگا اور بخیر خورہ کے ہوگا سو ہذا کلام ایسے لوگوں کے حق  
 میں نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو اپنے امور صوگاہ و مفوضہ و نینہ کے ساتھ قائم  
 و قائم رہتے ہیں اور افعال ظلمہ میں مشغول نہیں ہوتے ہیں بلکہ اشتغال ان کا ساتھ امر معروف  
 یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تحویل سود عاقبت ظلم یا حفظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض  
 شر اور ظلمہ کا سدفع ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل علم یا عالم کے ساتھ ہو نہیں سکتا ہے کہ  
 وہ ظلم ظلمہ میں مداخلت کر گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بیزاری ظاہر کی ہے و ما  
 ظلمناہم و لکن کانوا انفسہم یظلمون و قال و ما ربک بظلام للعبید و قال و ما  
 یظلم ربک احدا و قال ان اللہ لا یظلم الناس شیئا و قال ان اللہ لا یظلم  
 مثقال خیرة و قال و ما اللہ یرید ظلما للعباد و قال و ما ظلمناہم و لکن  
 کانوا ہم الظالمین اس طرح کی اور بہت آیات قرانیہ آئی ہیں حدیث قدسی میں وارد ہے  
 یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلتہ بینکم و ما فلا تظالموا ابو موسیٰ مرفوعاً  
 کہتے ہیں اللہ ملت دیتا ہے ظالم کو ہر جب پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پہرہ آیت پڑھی و کذاک  
 اخذ ربک اذاخذ القری وھی ظالمة ان اخذہ الیہ رشید رواہ الشیخان احادیث  
 در باب تحریم ظلم و ذم ظالم و استحقاق عقوبت ظلم کے بہت آئے ہیں اور سارے مسلمانوں کا  
 تحریم ظلم پر جامع ہے کیونکہ اس میں خداوند نہیں کیا ہے بلکہ عقلاً و مجمع میں اس پر کہ سب سے

بڑا ہرگز بدتر نزدیک عقول کے یہی ظلم ہوتا ہے حضرت نے دوبارہ مداخلت ظلمہ قول فصل و حکم  
 عدل فرمادیا ہے ترندی میں دو جگہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پہنچاتا ہے اور تصدیق اور کذب  
 کذب کی اور اعانت اور نکی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اس کے ہیں اور نہ وہ دن قیامت  
 کے حوص پر آئیگا اور جو کوئی اونہیں نہیں گستا ہے اور نہ مصدق اس کے کذب کا اور نہ معین اس کے  
 ظلم پر ہوتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں وہ قیامت کو میرے پاس حوص پر آئیگا اس سے  
 معلوم ہو کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا آتا ہے لکن تصدیق اس کے کذب کی یا اعانت اور نکی ظلم پر  
 نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے ظلم سے راضی ہو اور نہ اس ظلم میں اس کا تابع ہے تو وہ حضرت کا ہے  
 اور حضرت اس کے ہیں یہ ایک مرتبہ عالیہ اور فضیلت جلیلہ ہے خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ بھی  
 ہو کہ خود ظلم نہ کرے بلکہ ساعی تخفیف ظلم یا موعظت حسنہ میں رہے نہ ذی عقل پر یہ بات  
 روشن ہے کہ اگر اہل علم و فضل و دین مداخلت سے ملوک و سلاطین و امرا و ورساؤ کے بازرچین  
 تو شریعت مطہرہ بالکل سفل و بیکار ہو جائے اس لئے کہ قائم شریعت معدوم الوجود ہے اور ساری  
 مملکت اسلامیہ احکام شرعیہ میں جیسی دیانت و معاملہ ہے تبدیل مملکت جاہلیت ہو جاوے  
 اور جہل عالمگیر ہو جائے اور کلم کھلا مخالفت احکام کتاب و سنت کی ہونے لگے خصوصاً  
 پادشاہ اور ایسے خواص و اتباع تو پھر سب کچھ کرنے لگیں اور دین اسلام میں خطہ ہو کر سب امور  
 موافق ہونے کے اغراض نفسانی کے ظاہر ہوں استباحات اموال و فروج و تعطیل مساجد و  
 مدارس و انتہاک حرم و وقوع میں آئے شکار اسلام و شرائع خیر الا نام جاتے رہیں خصوصاً  
 وہ ملوک جو یہ کام بخوف سلب ملکیت و ذیاب دولت و نسب اموال ریاست و تہتک حرمت  
 خود کرتے تھیں اور اپنے زوال عزت سے ڈرتے تھیں بلکہ ان کو تو ایک راہ طرف تخلص  
 کے اکثر احکام اسلامیہ سے مل جائے اور اس بات کی کہ کہنے کی گنجائش ہاں تہ آئے کہ کہنے کوئی  
 معلم و ناصر و ناصح و حافظ و شفیع نہ پایا ہم سے تو اہل علم بہت گتے اور اہل دین دور  
 دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر حاصل ہو بہر حال جو کہ



لوگ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک زاہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب ورع بغیر اور اک مصالح  
شرعیہ و شعاۃ دینیہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواظطہ و ارشاد عباد کی اختیار کی اور  
اس ام میں نہایت سبالذہ کیا انکا مقصد بے شبہ حسن اور انکا فعل بیشک جمیل ہے لکن سبب  
علم و فہم و ادراک کے منجملہ احوال ظلمہ کے ہو گئے عوام حضار مجالس نے اون مواظطہ کو نظر  
میں قبول کر لیا اس سے وہ جہل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بہر گئی حالانکہ اونکو یہ چاہئے تھا  
کہ ان امور کو حوالہ علماء کتاب و سنت کرتے جو خلق کو طرہ حق معلوم کے بتاتے ہیں اور شرع صحیح  
بتاتے رکھتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جنکو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مینا صاب  
سلطنت جو دوسروں کو حاصل ہیں انکو ملتے اور نفع دنیا بائستہ آنا لکن جبکہ یہ حصول ہے اون  
مناصب کے عاجز ہوئے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کر کے ترک اختیار سی جتنا لئے گئے اور اہل منہا  
دینیہ کو برا بھلا سخت سست سنانے لگے اور انکی تنقیص کرنے لگے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ہم نے  
ان مناصب کو اسلئے ترک کر دیا ہے کہ انہیں مداخلت سامتہ ملوک کے اور اخذال بیت المال سے  
ہوتا ہے اور یہ لوگ احوال ظلمہ کے ہیں اور حرام خوار سی کرتے ہیں حالانکہ حامل اونکو ان امور  
پر مجرد حسد و بغی و تحسہ کہ ہم اونکی طرح نہیں ہیں اسلئے اپنا تعفی و سرغ ظاہر کرتے ہیں و نفس الام  
میں نیات انکے فاعلہ اور مقاصد انکے کاسد ہیں اور فصال نفاق و ریاء و غیبت محرمہ میں  
بغیر سبب ناحق نار و اگر رفتار ہیں ہم نے بہت سے لوگ اس طرح کے دیکھے سنے ہیں انہیں اگر  
کوئی شخص کسی وقت میں کوئی منصب پالیتا ہے تو پہر وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اوسکا  
فعل خلاف اوسکے قول کے ہوتا ہے سو ایسا شخص جو معین ظلم ہو ہاتھ باز بان سے اور ظالم  
کے لئے اوسکا ظلم و ارکے اور جو مدح و ثناء چاہئے وہ اوس ظالم کی تعریف کرے تو وہ بغیر  
ظلمہ میں محدود ہے کیونکہ ظلم حسین طرح ہاتھ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے  
بلکہ اوس سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق میں اون لوگوں کے ہے جو متصل  
ملوک کے ہیں اور اعانت ظلم پر نہیں کرتے اور نہ انکے شریک حال رہتے ہیں ہاتھ و زبان

وقلم سے بلکہ مقصود انکا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استعانت انفاذ احکام  
 شرع پر چاہیں اور جہاں تک ممکن ہو امر معروف و نہی منکر بجا لائیں مثلاً ایک عالم منکر ارتعاب  
 کو دیکھتا ہے اور قدرت تعزیر کی نہیں رکھتا ہے مگر جبکہ اسکی رسائی سلطان وقت  
 تک ہو اور اس سے دفع منکر پر مدد ملی تو ایسے شخص کے لئے متصل ہونا ملوک سے خیر کثیر  
 اجر عظیم ہے اسی طرح جبکہ اسکو قدرت فصل خصومات و ارشاد الی الطاعات پر بغیر امداد  
 پادشاہ نہ تو اسکو متصل ہونا پادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا پادشاہ  
 کے وزراء و امراء و اخوان و خواص ظلم کرتے ہیں اور اسکو اسکے دفع پر قدرت نہیں ہے  
 مگر جبکہ پادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہ بھی ایک صورت جائزہ ہے یا پادشاہ بعض  
 احوال میں اسکی نصیحت و موعظت کو سنتا ہے اور فعل منکرات سے باز رہتا ہے یا وہیں  
 تخفیف کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے **ف** بعض سلف نے خوبیات کہی ہے کہ لحد طاعات  
 کثیرہ و معاصی کبیرہ سے بچنا طاعات ملوک کے امن راہ امن ضعیف انصاف مظلوم از  
 ظالم رفع مظلمہ دفع اہل کفر یعنی بجا و حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ اجرا و قصاص و تعزیرات  
 قیام بحقوق واجبہ رعایا و برائے نصب قضاۃ واسطے فصل خصومات کے بطریق شرعیہ نصب اہل اعتدال  
 بغرض امر معروف و نہی منکر احیاء عاریس و اہل افتاء و امسال اہل جبارت و فساد و غیر ذلک ہیں  
 کیونکہ اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ اگر ملوک نہ ہوں تو یہ وہ افاضیل و فاعیل کریں جنکا کچھ حساب نہیں ہے  
 سارے واجبات ترک ہو جائیں سارے منکرات عمل میں آئیں اور ایسے لوگ جو اللہ پاک کی ڈر سے  
 فاعل طاعات تدارک منکرات ہوں اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہیں رہے معاصی ملوک کے  
 سو وہ بھی بہت سخت ہیں جیسے غزیری کرنا اموال محترمہ کا حلال کر لینا فروج محرمہ کا سیاح  
 سمجھ لینا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کر دینا یا اموال رعایا میں طمع  
 کرنا بر خلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے جال بکھیرنا  
 کے بچانا اور واسطے ایفاء ظلم کے ذرائع بہم پہنچانا اولع فسق و فجور میں مبتلا رہنا اموال

خدا کا مولو لعب میں صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہیں کہ بادشاہ یہ جانتا ہو کہ مجھ کو  
 ہر طرح کی قدرت حاصل ہے مجھ پر کسی کی حکومت نہیں ہے اور ایسے ملوک جو ان افعال فسوق  
 و منطالم سے محفوظ رہیں بہت کم ہوتے ہیں الاھو شجاع اللہ وعصہ و سر حمد **حرکات**  
 بعض سلاطین اسلام کی مجلس میں اہل لہو و فسوق جمع ہوتے تھے اور اس شہر میں ایک  
 مرد صالح تھا جس منکر کی اوسکو غیر لگتی یا ظفر خمر و دیکھ پاتا اوس پر انکار کرتا اوسکو مٹاتا ایک  
 دن گزرا اوس شخص کا نیچے سے مکان سلطان کے ہوا بعض جلساء سلطان نے کہا یہ فلا  
 شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتھ میں برتن شراب کا دیکھتا ہے تو اوسکو توڑ ڈالتا  
 اور جب کسی منکر کو دیکھ لیتا ہے تو اوسکو مٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو بیان بلالو  
 جب وہ آیا تو اوس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکھ کر غریب لوگوں پر انکار  
 کرتا ہے اور اونکے برتن خمر وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکھو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکھے  
 ہیں بلالو ہم جب جانیں کہ تو انکو توڑ ڈالے اوسنے کہا میں ایک غریب ضعیف آدمی ہوں جو کوئی میری  
 طرح غریب ضعیف ہوتا ہے میں اونپر انکار منکر کا کرتا ہوں اسلئے کہ اونپر مجھ کو قدرت پہنچتی  
 ہے اور تم بادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویسألونک عن  
 الحبال فقل بیسفہا ربی تشقا فیذہا قاعا صفا صفا کاتری فیھا عوجا وکامتا  
 بادشاہ نے لگا اور کہا مجھ پر ہی انکار کر ادا و ٹھکران برتنوں کو ان طاقت سے اوشا کر سیکر  
 اوسے نیون ہی کیا اور بادشاہ نے تو یہ کی سپر آئندہ وہ کام نکلیا مطلب آیت کے پڑھنے کا  
 یہ ہوا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑوں کا خاک میں ملانا اور زمین  
 کی طرح چھو کر دینا کام اللہ کا ہے تم پر انکار کرنا اور تمہارا مٹانا اوس عزیز منتقم کا کام ہے  
 نہ مجھ سے ضعیف بجا پر بے حقیقت غریب آدمی کا اسس معلوم ہو کہ انصال سلاطین میں  
 نہ ہی آفت ہی نہیں ہوتی ہے بلکہ کسی لڑا حجت عباد و دفع فساد بھی ہوتا ہے

اگرچہ عشق میں صداقت اور بلا بھی ہے

شاید انہیں یہ شغل کچھ بلا بھی ہے

**ف** یہی بات کہ جو بیعت اسوال ہائے ملوک کے ہیں اور نہیں ظلم عایا پر واقع ہوا  
 اور اسوال کا ملوک و رؤساء سے اہل مناصب کو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں سو جواب اسکا  
 یہ ہے کہ ہاں جائز ہے بدلیل حدیث مستقدم عمر رضی اللہ عنہ ماجاء عنک من هذا المال و  
 غیر مستشرق و کسانیل فخذہ الحدیث علاوہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت  
 ہو چکی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر جزیہ مقرر کیا تھا اور وہ جزیہ الطیب اصل اسوال طیب  
 تھا حالانکہ اسوال میں اہل کتاب کے اثمان خمر و خنزیر و ربا سب تھے اور وہ ان امور کا  
 تعامل رکھتے تھے یہ سہی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرص لیا تھا اور  
 اس کے عوض اپنی زرہ پہن کر بی تھی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لیے کچھ فطیفہ یا ادراہ  
 یا جرات بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لینا اور سکا بدو  
 کشف حقیقت حال کے درست ہے ہاں اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال بعینہ مال  
 حرام ہے اور بادشاہ نے رعیت سے بغیر وجہ شرعی جائزہ کے لیا ہے اور اس کے واپس کرنا  
 طرف مالک کے یا دوسری کلی حاصل ہو گئی ہے اور اس مال کو بادشاہ نے اہل علم و فضل میں  
 صرف کیا ہے تو یہ صرف بھی اپنے موقع پر ہے اور مطابق محل کے واقع ہوا ہے اسلئے کہ  
 یہی لوگ مصرف اسوال من ظالم ہیں بلکہ احسن مصارف یہی مصرف ہے طعن طاعن کی  
 حق میں اور اہل علم و فضل کے جو نزدیک سلاطین کے آمد و شد رکھتے ہیں یا اہل مناسبات  
 دینیہ ہیں راجع طرف طعن و لمن ایک است کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسلئے کہ  
 زمانہ خلافت سے ایتک کوئی سلطنت و سلطان خالی صحبت سے اہل علم کے نہیں  
 رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہو یہ محض اس طاعن لاصر کلمہ طعن  
 و اعتقاد باطل و خاطر زائل و تخیل فاسد و تصور کاسد ہے کہ وہ اتصال کو علماء و فضلاء  
 اہل دینتہ و اہل ملوک و امارت سے ناجائز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ بعض احوال میں بعض  
 منکرات ان کے سببے دب جاتے ہیں اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا ان کا اس وجہ سے

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کریں گے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہو گا  
**حکایت** ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہتا ایک عالم صاحب منصب جو عدم  
 استحقاق اور کائنات واسطے قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مافعت کرتے اور پادشاہ کو گرو  
 مارنے سے روکتے یہاں تک کہ آخر کو یہ بات ٹھہری کہ قتل تو نکلیا جاوے لیکن مار پیٹ کر نا چاہئے  
 اور وہی عالم اپنے ہاتھ سے اوسکو مارین نا چارایک مجمع میں اوس شخص کو لیجا کر چند ضربات  
 اوسکے ہاتھ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہو کر اوس عالم کو گالیوں دینا  
 شروع کیا کیونکہ ظاہر میں یہ ایک امر منکر تھا جو اوسکے ہاتھ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام  
 انکار منکر تانا ترنگا بنکر یہ اسلئے کہ اون لوگوں پر حقیقت امر منکشف نہوئی ورنہ اوس عالم  
 کو جلا دیتے اور نہایت عرصہ تک کی کاروائی سوارضامند ہوتے جاہل نے سمجھا کہ اسنے فساد کیا ہے  
 حالانکہ وہ عین صلاح تھا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے  
 حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تھا اسلئے کہ اونہوں نے بجا آوری حکم سلطان کی  
 بمقدسہ نرخ بعض بضائع منہین کی تھی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل کے صف بندی  
 کی گئی بعض علمائے پاس پادشاہ کے جا کر کہا کہ انکا قتل کرنا شرعاً و سنہین ہے پادشاہ  
 سوار تھا یہ پیادہ تھے پادشاہ نے کہا انہوں نے خلاف ہمارے حکم کے کیا ہے انکے قتل  
 میں کوئی جاسی عذر نہیں ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چر چا کرتے ہیں کہ انکو عزم سلطان کی  
 خبر نہیں پہنچی تھی پادشاہ نے غضب شدید میں اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کہی کہ  
 یہ تمہارا عمدہ منہین ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عمدہ ہے اسلئے کہ اسمین حفظ تیرے دین کا  
 ہے اور بچانا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے اون  
 سب کو رہا کر دیا وہ سب قتل سے بچ گئے اس جگہ نظر و بصیر عالم کو دیکھنا چاہئے کہ اگر ابتداء کلام  
 میں وہ شکر کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے انکے موجب قتل کی سنہین ہے تو وہ بچا کر  
 اس کمنے سے ہلاک ہو جاتے رہائی نہ پا۔ تھے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

عہدہ نہیں ہے تو وہ مقتول ہو جاتے لیکن عالم نے ایک وسیلہ مقبولہ پیش کیا جس کا بڑا اثر  
 سلطان میں پیدا ہوا اب اگر کوئی شخص حسبِ حقیقت اس حال کی معلوم نہیں ہے اس ماجر کو  
 سننے کا تو یہی کہیں گے کہ ساعدت کرنا اس عالم کی مخالفت امر سلطان میں اور عدول کرنا اس کا  
 طرف عدم بلوغ حکم سلطانی کے امر منکر ہے اور اس عالم کو مدہن فی الدین سمجھا اگر عقل ہو  
 تو معلوم کر لیتا کہ اس عالم نے کتنا بڑا عہدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچا لیا جس  
 سے معلوم ہوا کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات میں اور اسی طرح بعض اقوال مخالف دین  
 کبھی خلاف مقتضای ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ نفس الامر میں اعظم حسنات احسن طاعات ہیں  
 نہ جو کام محتمل ہے اس کا کیا ذکر ہو اس لئے کسی مسلمان کو نہ چاہئے کہ انکار میں مسامحت کرے  
 غیبت و بہتان میں بدون تحقیق حال کے پھس جائے یہ شتاب کاری جہل صریح و حتمی وضع  
 ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل و بیدار جسکی وجہ سے پادشاہ کسی قدر راہ دست پر آوے لائق  
 دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار لیکن حال اکثر خلق کا یہ ہے کہ اگر اچھی بات سننے میں تو  
 اسکو چپا رکھتے ہیں اور اگر بُری بات معلوم کرتے ہیں تو اسکو پھیلاتے ہیں کما قبل ۵

اِنْ يَسْمَعُوا خَيْرًا فَيُخْفُوهُ وَاِنْ يَسْمَعُوا

اِنْ يَسْمَعُوا خَيْرًا فَيُخْفُوهُ وَاِنْ يَسْمَعُوا

یہ ترجمہ ہے بعض عبارت کتاب دلیل الطالب کا تمام تقریر اس مقام کی ہے کتاب مذکور میں  
 کسی سے حکایت شوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایام طلب علم میں اجتماع ہمارا ساتھ ایک  
 جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض علما نے ایک وزیر کی سید مذمت کی اور خوب ہی برا بھلا  
 اسکو کہا میں نے مذکور سے کہا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے  
 کہا بہتر ہے کہ یہ آبروئی و بدگوئی اوس وزیر کی جو تو نے کسی دافع دینی کے سبب سے  
 کی ہے جسکو تو اپنے جی میں پاتا ہے اس لئے کہ اوس وزیر نے جسکو تو نے اس قدر برا بھلا کہا آری گا  
 کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلوم پر جرات کی ہے یا کوئی مظالم اوس سے وقوع میں آئے ہیں  
 یا یہ جرائی اسکی اس لئے ہے کہ وہ دنیا میں خوش حال آسودہ خاطر صاحب عیش و نعمت ہے اوس

شخص نے توڑی دیر فکر کی کہ الیس ذلک الا لکون الفاعل ابن الفاعل بلیس المناعر من  
 الشیاب ویرکب الفاعل من الدواب یعنی یہ بھلا کتنا میرا دسکواسلئے ہے کہ وہ حرام زادہ اچھے  
 اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانور دن پر سوار ہوتا ہے اس طرح کے اور چند حالات اسکے  
 گن کر بتائے سارے حاضرین مجلس ہنس پڑے تب میں نے اس شخص سے کہا کہ یا راتو تو ہی ظالم ہے  
 اس منظمہ کا مواخذہ کل تجھے سامنے اللہ قادر کے ہو گا اور حشر تیرا ہمراہ اور ظالموں کے ہو گا  
 جو ناحق کسی کی آبروریزی کرتے ہیں کیونکہ ظلم آبروریزی کا اشد مظالم ہے مال کا منظمہ آبرو کے  
 منظمہ سے کم ہوتا ہے ۵

ایحیون علیہ ان تصابح سومناً و تسلم اعراض لنا وعقول

مصدق اس حکایت کی اس زمانہ آخرین نزدیک اہل بلد و اہل عصر کے جو بالغ مبلغ محسوس نہیں ہیں  
 بعض ہمے غراؤ الدیار میں جنگلوں کی واسطہ صوری و معنوی ساتھ ان حسدا و اخواد کے نہیں ہے  
 ولما احمر اللہم انا نعوذ بک من جھال البلا و درک الشقا و سوء القضاء و شاتۃ الاعداء

تو انہم آنکہ نیازم اندون کے ۵ حضور اچکنم کو زخود برنج درست

میری گزارش خدمت میں ان حسدا و اعداء کے یہ ہے ۵

تمنی رجال ان اموت وان امت فتلك سبیل استیخا با و حد

بہر حال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمہ اعراض بہ نسبت ظلمہ اسوال کے جبری تر ہوتے ہیں  
 اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش و بقا  
 حیات کا ہوا وہ بسبب اس مظلمہ کے اپنی دنیا میں منتفع بھی ہوتا ہے گو سحت و حرام صرف ہی کیوں  
 نہ بخلاف ظالم اعراض کے کہ اسکو سوامی غیبت و خسران کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا ہے اور  
 نفوس شریفہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور طبائع سلیمہ اسکو ذلیل و خوار سمجھتے ہیں و بالتقدیر  
 آج ۲۸ ربیع الاول ۱۲۸۶ ہجری روز شنبہ کو یہ سالہ چہن میں آغاز سنا انجام نیچا و الحمد للہ اکدا و اخر

د ت ح د

# فہرست سالہ سقۃ البجال

<p>وضع جوارح سلف و بیع شرطین فی البیع دو بیع در یک بیع بیع مال المضمین بیع شے غیر موجود بیع صکوک</p>	<p>بیع صوف بر پشت بیع روغن در شیر بیع محاقله بیع مزابنہ بیع سعادہ بیع محاضرہ بیع عربون</p>	<p>مقدمہ بیانین تا کیا اکل حلال کے باب اول اس بیانین کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھ لے لکھا یا ہے اور طلب رزق میں اجال چاہئے نہ حرص علی المال</p>
<p>باب سوم بیان مین مکاسب مجربہ کے</p>	<p>محصول الکبازی بیع کالی لکالی</p>	<p>باب دوم بیانین بیع حرام وغیرہ کے</p>
<p>ربا یعنی سود خواری ربا الفضل ربا باند ربا النساہ ربا قرض بیع میوہ تر خشک بیع حبس بکس با عدا تساوی تحیل در ربا فروخت کچم کچوان بیع عینہ</p>	<p>بیع قبل قبض بیع قبل وزن استثناء مجہول در بیع تفریق در بیع والدہ و ولد بیع حاضر للبادی تساجش شرار علی الشراء تلفی رکیبان بیع کچم کچوان</p>	<p>بیع خمر بیع مردار بیع خوک بیع اصنام بیع سنگ بیع گرہ بیع خون عسب فحل بیع شحم میتہ بیع عنب بیع زریب بیع امرد بیع کنیز بیع چوب برا آلات لو</p>



غش فی البیع	بطاطی	مردار	شیشہ
بیع حر	آکل ربا	خون	افیون
قمار	موکل ربا	لحم خوک	بنج
غضب	بیع شیء معیوب	ما اهل به لغير الله	عنبر
سرقة	اقتویہ سازى	منخنقة	زعفران
خیانت	گدائی	موقوذه	جائفل
شهادت زور	نقص ذراع	مترویه	قات
اخذ مال بحلف کذب	اخذ قرض بپیت عدم فا	لطیحه	تکاو
اخذ مال بلهو ولعب	شر او بپیت عدم ادا شدن	بقیة اکل سبع	گوشت خر
شر او مال سرقة	مال وقف ناجائز	ذبیح علی النصب	دوا احرام
مکس	لقطه ناجائز	ذبیح علی اسم غیر الله	دوا مسکر
مال یتیم	مال وصیت	ذبیح للہوا للعب	مستخبث
جمہ عاریت	مال ودلیعت	اکل سواکب بکار غیر ہما	قنفذ
اکل رشوت	اجرت رقص	ذبیح للسلطان	سسم
نقص کیل	اجرت سرود	ذبیح للشیطان	اکل لحم جلالہ
نقص وزن	اجرت مسخرگی	اجرت استقام	شراب لین جلالہ
سحر	اجرت دروغ	اکل نجاست	باب پنجہ بیانین الفوع
نجوم	اجرت وکالت ناجائز	اکل شئے حرام	اموال و حرف و غیرہ
زنا	اجارہ ظالمانہ	اکل شئے مستقذر	غنائم
لوحہ	باب چھام بیانین	اکل شئے مضر	فبی
دلالی	مطاعم و اشربہ محرمہ کے	اکل نبات و لبن شتہ	زکوات

کرایہ مکانات	مال موسمی بہ	سنگ تراشی	مشتبہ
کرایہ دو اب	مال میراث	وزن کشی	خاتصہ بیان
صدقہ فطر	طعام میریان	تیر اندازی	مین جواز کسب رزق
لحم اضمحیہ	زراعت	طبع کتب	کے واسطے اپنے اور
مال مہر	تجارت	شتر بانی وغیرہ	اہل و عیال کے اور
مزدوری	خیاطت	عطر فروشی	طلب تو نگری
نوگری چاکری	آہنگری	بیشہ فروشی	اقبال بلوک
کسب حجامت	معماری	روغن فروشی	اقتدال از ملوک
مہربانی	دروگری	نعلین فروشی	سجست
حلوان کاہن	غزل	جامہ فروشی	
اجرت اذان نماز	نسج	باب شہسجریان	
قفیر طحان	فلاحیت	مین تیسیر اکل حلال	
اجرت تلاوت قرآن	صنید	کے ہر زمانے مین	
کرایہ زمین یہ حلال ہے	غواصی	اصل اول	
آمدنی جاگیر	صناری	اصل دوم	
احیاء موات	شینہ گری	اصل سوم	
مال کتابت غلام	خشت پزی	اصل چہارم	
۴۱	کتابت کتب	اصل پنجم	
آمدنی نزد قبور موات	باور چگی	شرح حدیث شہبات	
واعراس	گادری	حلال بین	
آمدنی دیت قتل	رنگریزی	حرام بین	

# صحت نامہ سجدۃ الجمال

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴	۲	ہوا تھا	تھا	۴۷	۱۸	قرانی	قرانی
۴	۱۵	ہمت	ہمت	۴۸	۷	حشیشہ	حشیشہ
۱۵	۱۵	بیل	پہل	۵۲	۳	ہاتھ	ہاتھ
۱۴	۱۳	نزانہ	فرانہ	۵۵	۱۰	شراب	شراب
۷	۱۵	کاحون	کوحون	۵۹	۲۰	ہوتے	ہوتے
۲۳	۱۴	فیہما	فیہما	۶۳	۲	باب	باب
۲۵	۴	حروا	حروا	۶۷	۹	اوریں	اوریں
۲۶	۱۰	بناتے	بناتے	۷۱	۱۸	اسدم	اسدم
۲۸	۱۱	تکادہ	تکادہ	۷۱	۲۱	رکوع	رکوع
۳۲	۱۳	ابن	واہن	۷۲	۶	جوینی نے	جوینی نے
۳۰	۱۹	رکما	نہ رکما	۷۷	۱۳	لحمان	لحمان
۳۷	۱۷	پڑھے	پڑھتے	۷۹	۱۳	باریہ	باریہ
۳۷	۲	اتفاق	اتفاق	۸۱	۱۸	بچہ	بچہ
۳۸	۱	اسی	ایسی	۸۱	۲۰	کیا ہے	کیا ہے
۳۸	۱۶	یہ ذکاۃ	نذکاۃ	۸۲	۸	سبب	سبب
۳۸	۱۷	لپٹا	لپٹا	۸۳	۱۵	استکبار	استکبار
۳۸	۱۳	آیت	آیت کے	۸۳	۲۱	الطالب	الطالب
۳۷	۱	مکر	مکر	۸۳	۳	الطالب	الطالب

قطعه فارسی بطور تفریط کتاب سعه البجال از تصنیف  
احمد خان صوفی مستم مطبع مفید عالم اگر سله الله المتعال

میسر صدیق حسن خان بهادر نواب  
از تصانیف تو صد نعمت الوان پیدا  
رشته کلک تو بر صفحه فشانده گوهر  
لب شیرین تو در خلق و جهان شوق افکن  
گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر  
از فی کلک تو بهست نتواند که زند  
شاخ سر سبز قدم صد گل مضمون بخشد  
قلمش حاصل صد کان بد بد وقت رقم  
دل و جان باد فدا بر همه تصنیف جدید  
بر کتاب تو اگر حرف بگیرد ناکس  
رنگ گیر چه چین کاغذ امیض بگفت  
کرد تسخیر دل من به لسان العسل فان  
گرد من حق لعلش بتکلم آید  
آتش لعل کند از لب لعلین خاموش  
خضر وقت است که از پند گران مایه خوش  
دور نواب بگوید که بخور غون و غنچه  
صوفی اندر دو غم کثرت حصین شنبها

خاسته تست که صد گوهر غلطان ریزد  
هر کتاب تو شکر در دهن جان ریزد  
همچو آن قطره که از ابر بهبان ریزد  
صد نمکدان بدل ز خمی سبحان ریزد  
پیش رنگ رخ تورنگ گلستان ریزد  
نغمه بر نغمه اگر مرغ خوش السحان ریزد  
همچو آن نخل که اثمار خداوان ریزد  
لب لعلش درو یا قوت در خشتان ریزد  
که سلسه رنگ نصیحت به عزیزان ریزد  
سطر سطرش بگو کجاست صفایان ریزد  
از فی خشک قلم سنبیل وریحان ریزد  
آنکه نور سے بدل مرد مسلمان ریزد  
گوهر سے چمن بهر حبیب بدامان ریزد  
آبرو سے گهر از گوهر دندان ریزد  
در لب تشنه دو صد چشمه حیوان ریزد  
سایه در جام اگر لاله بستان ریزد  
لخت دل بهر اشک از سر مرغان ریزد